اُردو

بال بھارتی

چوتھی جماعت

محکمۂ تعلیمات سے منظور شدہ تحت نمبر
پر۔ش۔س/ ۱۵-۲۰۱۴ء/ ۶۴۵۶/ منظوری - ڈی - ۵۰۵/ ۲۸۸۰/ ۲۴/اپریل ۲۰۱۴ء

اُردو

بال بھارتی

چوتھی جماعت

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ

پہلا ایڈیشن : 2014
چوتھا ایڈیشن : 2017

© مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ-۴
نئے نصاب کے مطابق مجلسِ ادارت اور مجلسِ مشاورت نے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کے جملہ حقوق مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ کے حق میں محفوظ ہیں۔ کتاب کا کوئی بھی حصہ ڈائرکٹر، مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل کی تحریری اجازت کے بغیر شائع نہ کیا جائے۔

مجلسِ ادارت

- ڈاکٹر سیّد یحییٰ نشیط (صدر)
- سلیم شہزاد (رکن)
- محمد حسن فاروقی (رکن)
- سرفراز آرزو (رکن)
- بیگم ریحانہ احمد (رکن)
- خان نوید الحق انعام الحق (رکن سکریٹری)

مجلسِ مشاورت

- احمد اقبال
- مشتاق رضا
- ڈاکٹر قمر شریف
- فاروق سیّد

مدعوئین

- بشیر احمد انصاری
- سلام بن رزّاق
- پروفیسر عائشہ شیخ

Co-ordinator	:	Khan Navedul Haque Inamul Haque Special Officer for Urdu, Balbharati
Production	:	Shri Sachitanand Aphale, Chief Production Officer Shri Sachin Mehta, Production Officer Shri Nitin Wani, Production Assistant
D.T.P. & Layout	:	Yusra Graphics, Shop No. 5, Anamay Building, 305, Somwar Peth, Pune - 411 011
Artist	:	Shri Rajendra Girdhari Shri Kasbekar Pritam Kumar
Cover	:	Shri Suhas Jagtap
Paper	:	70 GSM Creamwove
PrintOrder	:	N/PB/2017-18/10,000
Printer	:	M/S. SAHIL PRINT ARTS, THANE
Publisher	:	Shri Vivek Uttam Gosavi **Controller,** M.S. Bureau of Textbook Production, Prabhadevi, Mumbai - 400 025

بھارت کا آئین

تمہید

ہم بھارت کے عوام متانت و سنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو
ایک مقتدر سماج وادی غیر مذہبی عوامی جمہوریہ بنائیں
اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں :
انصاف، سماجی ، معاشی اور سیاسی ؛
آزادی خیال، اظہار، عقیدہ ، دین اور عبادت ؛
مساوات بہ اعتبارِ حیثیت اور موقع ،
اور ان سب میں
اُخوّت کو ترقّی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور
سالمیت کا تیقّن ہو؛
اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبّیس نومبر ۱۹۴۹ء کو یہ آئین
ذریعۂ ہٰذا اختیار کرتے ہیں،
وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

راشٹر گیت

جَنَ گَنَ مَنَ – اَدِھ نایک جَیَہ ہے
بھارَتَ – بھاگیہ وِدَھاتا۔

پَنجاب ، سِندُھ ، گُجراتَ ، مَراٹھا
دراوِڑ ، اُتکَل ، بَنگ ،

وِندھیہ ، ہِماچَل ، یَمُنا ، گنگا ،
اُچّھَل جَلَ دِھ تَرَنگ ،

تَوَ شُبھَ نامے جاگے ، تَوَ شُبھَ آ شِس ماگے ،
گاہے تَوَ جَیَہ گاتھا ،

جَنَ گَنَ منگل دایَک جَیَہ ہے ،
بھارَتَ – بھاگیہ وِدھاتا۔

جَیَہ ہے ، جَیَہ ہے ، جَیَہ ہے ،
جَیَہ جَیَہ جَیَہ ، جَیَہ ہے۔

عہد

بھارت میرا ملک ہے۔ سب بھارتی میرے بھائی اور بہنیں ہیں۔

مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اور مَیں اس کے عظیم و گوناگوں وِرثے پر فخر محسوس کرتا ہوں۔ مَیں ہمیشہ اِس ورثے کے قابل بننے کی کوشش کروں گا۔

میں اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی عزّت کروں گا اور ہر ایک سے خوش اخلاقی کا برتاؤ کروں گا۔

میں اپنے ملک اور اپنے لوگوں کے لیے خود کو وقف کرنے کی قسم کھاتا ہوں۔ اُن کی بہتری اور خوش حالی ہی میں میری خوشی ہے۔

پیش لفظ

’’بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کے حق کا قانون ۲۰۰۹ء‘‘ اور ’’درسیات کا قومی خاکہ ۲۰۰۵ء‘‘ کو مدنظر رکھ کر ریاست مہاراشٹر میں ’’پرائمری تعلیم کا نصاب ۲۰۱۲ء‘‘ تیار کیا گیا۔ ادارہ بال بھارتی نے تعلیمی سال ۱۴-۲۰۱۳ء سے حکومت مہاراشٹر کے منظور کردہ اس نصاب پر مبنی پہلی سے آٹھویں جماعت کی اُردو زباندانی کی درسی کتابوں کا نیا سلسلہ بتدریج شائع کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس سلسلے کی چوتھی جماعت کی درسی کتاب پیش کرتے ہوئے ہمیں بڑی مسرّت ہو رہی ہے۔

چوتھی جماعت ابتدائی تعلیم کا چوتھا مرحلہ ہے۔ بچے غیر رسمی طور پر اپنے گھر اور اطراف کے ماحول میں سُنی ہوئی باتیں سمجھ لیتے ہیں اور اپنے خیالات کا اظہار بھی کر سکتے ہیں۔ اسکول میں داخلہ لینے کے بعد بچوں کے زبان سیکھنے کا سلسلہ باقاعدہ شروع ہوتا ہے۔ اس جماعت کے بچے زبان سیکھنے کے تین مرحلوں سے گزر کر چوتھی جماعت میں داخل ہو چکے ہیں۔

ابتدائی جماعتوں کے بچے کم سن ہوتے ہیں۔ ان میں دیکھنے، سننے اور بولنے کی صلاحیتوں کو فروغ دینے اور اکتساب میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے اس درسی کتاب کو زیادہ سے زیادہ دلچسپ اور مسرت بخش بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے متنِ کتاب میں ایسی نظمیں شامل ہیں جنھیں بچے آسانی سے اجتماعی اور انفرادی طور پر گنگنا اور گا سکیں۔ طلبہ کو فطری طور پر تصویروں سے دلچسپی ہوتی ہے لہٰذا اس کتاب کو تصویروں سے مزین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تصویریں حتی الامکان ایسی دی گئی ہیں جو متن کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوں گی۔ کتاب کا مواد روزمرہ زندگی سے مربوط ہے اس لیے یقیناً یہ اسباق طلبہ میں مطالعے کا ذوق وشوق پیدا کریں گے۔

ہر سبق کے آخر میں مشقیں بھی دی گئی ہیں جن میں زباندانی کی افہام وتفہیم میں تنوّع کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ ان مشقوں میں مواد پر مبنی نیز دیگر تفہیمی سوالات کے ساتھ ساتھ طلبہ کی زباندانی کی مہارتوں کی نشو ونما کے نقطۂ نظر سے خود آموزی کی مختلف سرگرمیاں بھی شامل کی گئی ہیں۔ توقع ہے کہ مشقی سوالات حل کرانے میں اساتذہ اور سرپرست بھی دلچسپی کا مظاہرہ کریں گے۔

زیرِ نظر درسی کتاب میں ماحولیات سے متعلق اسباق بھی شامل ہیں۔ درس وتدریس کے دوران اساتذہ اس امر کو ملحوظ رکھیں کہ جماعت میں جو کچھ سکھایا جائے، وہ اسکول سے باہر کی دنیا اور روزمرہ زندگی کے معاملات سے لازمی طور پر مربوط ہو۔

کتاب کو حتی الامکان معیاری اور بے عیب بنانے کے لیے اس کا مسودہ مہاراشٹر کے مختلف علاقوں کے منتخب اساتذہ، ماہرینِ تعلیم اور ماہرینِ زبان کی خدمت میں تبصرہ کے لیے پیش کیا گیا تھا۔ اُن کے پیش کردہ مشوروں اور تجاویز کی روشنی میں مسودے میں ضروری ترمیم کر کے اسے قطعی شکل دی گئی ہے۔

اس موقع پر ادارہ اُردو لسانی کمیٹی کے ان تمام اراکین کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو اس کتاب کی ترتیب وتدوین سے متعلق سرگرمیوں میں خلوص وتندہی سے مصروف رہے اور کتاب کی تیاری کے ہر پہلو سے دلی طور پر وابستہ رہے۔ اِدارہ خصوصی طور پر مدعوئین صاحبان کا شکرگزار ہے جن کے گراں قدر تعاون کے بغیر اس کتاب کا مسودہ تکمیل نہ پاتا۔ اسی طرح ان تمام ماہرینِ تعلیم، اساتذہ، مصوّر، مجلسِ ادارت اور مجلسِ عاملہ کا بھی تہِ دل سے شکرگزار ہے جن کے تعاون سے یہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچی ہے۔ توقع ہے کہ طلبہ، اساتذہ اور سرپرست اس کتاب کا خیر مقدم کریں گے۔

(چندرمنی بورکر)
ڈائرکٹر
مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و
ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ-۴

پونہ۔
تاریخ: ۱۴ر مئی ۲۰۱۴ء
۱۴ر رجب المرجب ۱۴۳۵ھ

فہرست

*	زبانی اور عملی کام کے لیے مواد			
*	برسات	(نظم)	تلوک چند محرومؔ	۱
*	علم کا شوق		ادارہ	۲
*	فطرت کا سبق	(نظم)	حسنؔ عابدی	۳
*	کتنے پیالے پانی		ادارہ	۴
۱۔	حمد	(نظم)	قاضی محمد شکیل	۵
۲۔	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا		ڈاکٹر سیّد یحییٰ نشیط	۷
۳۔	ماں باپ	(نظم)	ماخوذ	۱۱
۴۔	پوری جو کڑھائی سے نکل بھاگی		ڈاکٹر ذاکر حُسین	۱۳
۵۔	پھول اور بچّے	(نظم)	منظور ہاشمی	۱۷
۶۔	بہت خوب!		مائل خیرآبادی	۱۹
۷۔	پانی کی حقیقت	(نظم)	مولوی اسماعیلؔ میرٹھی	۲۳
۸۔	شفیع الدین نیّرؔ		سلیم شہزاد	۲۶
۹۔	پھولوں کا تحفہ		معروف احمد چشتی	۲۹
۱۰۔	ایک چھوٹی بچّی	(نظم)	الطاف حسین حالیؔ	۳۴
۱۱۔	پرندوں کی دنیا		ماخوذ	۳۶
۱۲۔	ماتھیران کی سیر		ماخوذ	۴۰

نمبر شمار				صفحہ نمبر
*	زبانی اور عملی کام کے لیے مواد			
*	قلم اور کتاب	(نظم)	ضمیر درویش	۴۴
*	بانٹ کر کھانے کا مزہ		ادارہ	۴۵
*	مانجھی	(گیت)	ماخوذ	۴۶
*	پہلے کام پھر آرام		ادارہ	۴۷
۱۳۔	ایک گھوڑا اور اس کا سایہ	(نظم)	ماخوذ	۴۸
۱۴۔	حکیم اجمل خان		ادارہ	۵۰
۱۵۔	ذرا آسماں کا سماں دیکھیے	(نظم)	ماخوذ	۵۳
۱۶۔	دیگچی میں سر	(ڈراما)	حامد اللہ افسؔر	۵۵
۱۷۔	ہمارے پڑوسی	(نظم)	ظفؔر گورکھپوری	۶۰
۱۸۔	تیز گام		سلام بن رزّاق	۶۲
۱۹۔	دل سے پیارا وطن	(نظم)	برج نرائن چکبستؔ	۶۶
۲۰۔	صبر کا پھل		شبنم قادری	۶۸
۲۱۔	خط		اِدارہ	۷۲
۲۲۔	ہمدردی	(نظم)	علّامہ اقبالؔ	۷۵
۲۳۔	سچّائی کا انعام		ماخوذ	۷۷
۲۴۔	بے چارہ جِن		مشتاق رضا	۸۱
۲۵۔	سچن تینڈولکر		ادارہ	۸۶

برسات

ہدایت : اُستاد پہلے نظم کو ترنّم یا سیدھی سادی لے میں گائے اور طلبہ صرف سنیں۔ دوسری مرتبہ اُستاد کے ساتھ طلبہ دہرائیں۔ تیسری مرتبہ استاد اور طلبہ ساتھ ساتھ مل کر حرکات وسکنات کے ساتھ نظم گائیں۔ آخر میں طلبہ انفرادی اور اجتماعی طور پر سنائیں۔

آ گئی ٹھنڈی ہوا برسات کی — چھا گئی کالی گھٹا برسات کی
دَل کے دَل بادل اُمنڈ کر آ گئے — اور سارے آسماں پر چھا گئے
اے لو ، وہ گرجے ، وہ آئیں بوندیاں — دید کے قابل ہے یہ سارا سماں
لو ، وہ چھینٹے زور سے آنے لگے — پانی ، پرنالے بھی برسانے لگے
وہ گرج بادل کی ، وہ بارش کا زور — شہر کی گلیوں میں وہ بچّوں کا شور
بے تحاشا دوڑتے پِھرتے ہیں یہ — اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں جب گِرتے ہیں یہ
ناؤ کاغذ کی بناتا ہے کوئی — گیت ساوَن کے سُناتا ہے کوئی

علم کا شوق

ہدایت: بہتر ہوگا کہ استاد اس کہانی کو یاد کر لے۔ استاد طلبہ کو پوری کہانی ایک ساتھ سنائے۔ کہانی سناتے وقت آواز کے مناسب اُتار چڑھاؤ، چہرے کے تاثرات اور ہاتھوں کی مناسب حرکات کا خیال رکھے۔ پھر اس کہانی کا ایک ایک حصہ رُک رُک کر دوبارہ سنائے۔ استاد اس دوران یہ بھی مشاہدہ کرتا رہے کہ طلبہ غور سے سن رہے ہیں یا نہیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے سوالات پوچھ کر جانچ کرے کہ طلبہ نے سمجھتے ہوئے کہانی سنی ہے۔

آج سے کوئی ڈھائی ہزار برس پہلے یونان میں ایک بہت بڑا عالم گزرا ہے، اس کا نام افلاطوُن تھا۔ اس کے سیکڑوں شاگرد تھے۔ ایک دن شہر کے سب سے بڑے رئیس نے افلاطوُن سے درخواست کی کہ وہ اس کے بیٹے کو پڑھا دیا کرے۔ افلاطوُن راضی ہوگیا۔ رئیس کی ہدایت کے مطابق پڑھائی کے دوران کمرہ بند رکھا جاتا تھا۔ اس وقت کسی کو بھی اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ رئیس کے بیٹے کا ایک غلام تھا جو اسی کا ہم عمر تھا۔ اسے پڑھنے کا شوق تھا مگر وہ پڑھ نہیں سکتا تھا کیوں کہ اس زمانے میں غلاموں کو پڑھنے کی اِجازت نہیں تھی۔ جب رئیس کا بیٹا کمرے کے اندر پڑھ رہا ہوتا تو غلام لڑکا باہر دروازے کے پاس بیٹھا رہتا۔

اسے افلاطوُن کی باتیں بڑی اچھی لگتی تھیں۔ وہ بند دروازے سے کان لگا کر افلاطوُن کی باتیں نہایت شوق اور لگن سے سنا کرتا تھا۔ رئیس زادے کو پڑھتے ہوئے جب ایک سال پورا ہوگیا تو امتحان لینے کے لیے اس زمانے کے قاعدے کے مطابق عالموں کی ایک مجلس بلائی گئی۔ افلاطوُن کے کئی شاگرد بھی وہاں موجود تھے۔ رئیس زادے کو ایک اونچے منبر پر بٹھایا گیا۔ پھر اسے ایک عنوان پر تقریر کرنے کے لیے کہا گیا۔

ایک تو رئیس زادے نے امتحان کی تیاری ٹھیک سے نہیں کی تھی، دوسرے اس پر مجلس کا رعب کچھ ایسا طاری ہوا کہ وہ ایک لفظ بھی بول نہ سکا۔ وہ طبیعت کی خرابی کا بہانہ کر کے منبر سے نیچے اُتر آیا۔ افلاطوُن کو بڑی پشیمانی ہوئی۔ اس نے اپنے دوسرے شاگردوں کو آواز دی، ”تم میں سے کوئی اس عنوان پر بولنے کے لیے تیار ہے؟“ مگر کوئی تیار نہیں ہوا۔ اسی وقت دروازے سے لگ کر بیٹھے ہوئے غلام لڑکے نے نہایت ادب سے کہا، ”حضور! اگر اجازت ہو تو میں اس موضوع پر کچھ بولنے کی کوشش کروں۔“

ایک معمولی غلام کی یہ بات سن کر سب کو بڑی حیرت ہوئی۔ افلاطوُن نے اسے بولنے کی اجازت دے دی۔

لڑکے نے اس عنوان پر ایسی عمدہ تقریر کی کہ لوگ عش عش کر اُٹھے۔

اس واقعے سے خوش ہو کر رئیس نے اس لڑکے کو آزاد کر دیا۔ افلاطوُن نے اسے اپنا شاگرد بنا لیا۔ یہ معمولی غلام لڑکا بڑا ہو کر ارسطوُ کے نام سے مشہوُر ہوا اور سکندرِ اعظم کا اُستاد بنا۔

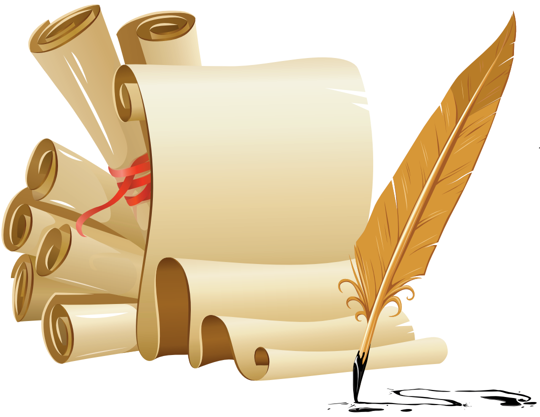

فِطرت کا سبق

یہ سُورج چاند ستارے — یہ چکراتے سیّارے
یہ میلوں میل سمندر — اک دنیا اس کے اندر
یہ آتے جاتے بادل — ہر سُو کھیتوں میں جل تھل
یہ چاندی جیسا پانی — سبزے کی رنگت دھانی
یہ تازہ خُنک ہوائیں — خوشیوں کا سندیسا لائیں
یہ ڈھلتی دھوپ کی لالی — یہ شام شگوفوں والی

بچّو ! تم بھی تو آؤ — فطرت کو دوست بناؤ
دریا سے روانی سیکھو — اس سے جَولانی سیکھو
سبزے سے لہکنا سیکھو — پھُولوں سے مہکنا سیکھو
جگنو سے دمکنا سیکھو — تاروں سے چمکنا سیکھو
چڑیوں سے گانا سیکھو — بُلبُل سے ترانہ سیکھو
اُلفت کا قرینہ سیکھو — دُنیا میں جینا سیکھو

کتنے پیالے پانی

اکبر بادشاہ کے دربار میں کئی وزیر تھے۔ اُن میں ایک بیربل بھی تھے جو بہت عقل مند تھے۔ ان کی عقل مندی کے کئی قصّے مشہؤر ہیں۔ بادشاہ اُنھیں آزمانے کے لیے اکثر عجیب عجیب سوال کرتے۔ بیربل بڑے حاضر جواب تھے۔ وہ ہر سوال کا ایسا جواب دیتے کہ سب واہ واہ کرنے لگتے۔

ایک دن بادشاہ اپنے باغ میں حوض کے کنارے بیٹھے تھے۔ حوض میں رنگ برنگی مچھلیاں تیر رہی تھیں۔ بادشاہ کو بڑا مزہ آرہا تھا۔ بادشاہ کے ساتھ اُن کے بہت سے وزیر بھی مچھلیوں کے تیرنے کا تماشا دیکھ رہے تھے۔

اچانک بادشاہ کو مذاق سؤجھا۔ اُنھوں نے وزیروں سے کہا، ''اگر کوئی یہ بتا دے کہ اس حوض میں کتنے پیالے پانی ہے تو اُسے ہم ایک ہزار اشرفیاں انعام میں دیں گے۔''

وزیر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ کیا جواب دیں؟ اتنے بڑے حوض کے پانی کو کس پیالے سے ناپا جائے؟ ایسا پیالہ کہاں ملے گا؟

بادشاہ نے وزیروں پر نظر ڈالی۔ سب نظریں جھکائے خاموش کھڑے تھے۔ ایک طرف بیربل بھی کھڑے نظر آئے۔ بادشاہ مسکرائے۔ اُنھوں نے بیربل کو چھیڑتے ہوئے کہا، ''کیوں بیربل! تم تو بہت عقل مند ہو۔ اتنے معمولی سوال کا جواب نہیں دے سکتے؟''

بیربل نے کہا، ''حضؤر! یہ سوال آپ نے سب سے پؤچھا ہے۔ پہلے اور لوگ اس کا جواب دیں۔ بندہ سب سے آخر میں جواب دے گا۔''

ایک وزیر نے کہا، ''بیربل! ہم سب کی طرف سے آپ ہی اس سوال کا جواب دیجیے۔''

بیربل نے سب کی اجازت پاکر بادشاہ سے کہا، ''حضور! پہلے یہ بتائیے، پانی ناپنے کا پیالہ کتنا بڑا ہوگا؟''

بادشاہ نے کہا، ''آپ جتنا بڑا پیالہ لینا چاہیں، لے لیجیے۔''

بیربل نے جواب دیا، ''پھر جواب سنیے حضؤر! اگر پیالہ آدھے حوض کے برابر ہوگا تو حوض میں دو پیالے پانی ہے۔ اگر چوتھائی ہوگا تو چار پیالے، اگر پیالہ حوض کا ہزارواں حصّہ ہوگا تو ہزار پیالے پانی ہوگا۔ آپ چاہیں تو پیالہ منگوا کر پانی ناپ سکتے ہیں۔''

بیربل کا جواب سن کر بادشاہ لاجواب ہو گئے اور ان کو ہزار اشرفیاں انعام میں دیں۔

۱

حمد

یہ چمن میں صبا کی رَوانی
سبز پودوں کی یہ نوجوانی
سُرخ پھولوں کی یہ شادمانی
بُلبلوں کی یہ شیریں بیانی
سب خدا ہی کی ہے مہربانی

خوبصورت یہ سوُرج کا چہرا
اس پہ رنگین کِرنوں کا سہرا
تاج اِک اس کے سر پر سُنہرا
اس کی عالَم پہ ہے حکمرانی
سب خدا ہی کی ہے مہربانی

کالی کالی گھٹاؤں کی یوُرِش
آسماں سے زمینوں پہ بارش
باغ پر تازگی کی تراوِش
اس میں انسان کی باغبانی
سب خدا ہی کی ہے مہربانی

پھول ، پودے ، چمن ، کھیت ، میداں
جھیل ، چشمے ، پہاڑ اور حیواں
ہر طرف سارے فِطرت کے ساماں
آگ ، مٹّی ، ہَوا اور پانی
سب خدا ہی کی ہے مہربانی

صبا	-	صبح کی ہوا
شادمانی	-	خوشی
شیریں بیانی	-	میٹھی باتیں کرنا
چہرا	-	صحیح املا چہرہ (چونکہ یہ لفظ نظم میں سہرا، سنہرا کے ساتھ آیا ہے اس لیے چہرا لکھا گیا ہے)
حکمرانی	-	حکومت
یورِش	-	حملہ
تراوِش	-	چھڑکاؤ
انسان کی باغبانی	-	بارش ہوتی ہے تو انسان زمین پر طرح طرح کی چیزیں اُگاتا ہے۔
چشمہ	-	زمین سے پانی کا بہہ نکلنا
حیواں	-	جانور

مشق

❁ **ایک جملے میں جواب لکھیے:**

ا۔ سبز پودوں کی نوجوانی سے کیا مراد ہے؟

۲۔ سورج کے چہرے پر کس کا سہرا ہے؟

۳۔ باغ پر تازگی کی تراوش کون کرتا ہے؟

۴۔ شاعر نے کن چیزوں کو فطرت کے سامان کہا ہے؟

❁ **جوڑیاں لگائیے:**

'الف'	'ب'
صبا کی	یورِش
پھولوں کی	تراوِش
بلبلوں کی	شادمانی
گھٹاؤں کی	شیریں بیانی
تازگی کی	روانی

غور کرکے بتائیے: آگ، مٹی، ہوا اور پانی سے ہمیں کیا فائدے ہیں؟

۲

حضرت صَفیہ رضی اللہ عنہا

حضرت صفیہؓ ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیوی تھیں۔ان کا اصلی نام زَینبؓ تھا۔وہ عرب کے ایک مشہوٗر قبیلے کے سردار کی بیٹی تھیں۔ان کی والدہ کا قبیلہ بھی عرب میں بڑا امتاز سمجھا جاتا تھا۔عرب کا مشہوٗر شہر خَیبر اُن کا وطن تھا۔اس شہر کے قلعے کے قریب مسلمانوں اور خیبر والوں کے درمیان جنگ ہوئی۔لڑائی میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور دشمنوں کے کئی لوگ گرفتار ہوئے۔حضرت صفیہؓ بھی اُن جنگی قیدیوں میں شامل تھیں۔انھیں حضوٗرؐ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپؐ نے انھیں آزاد کر دیا۔حضرت محمدؐ کے اس سلوک سے وہ بہت متاثّر ہوئیں۔حضرت محمدؐ نے انھیں یہ اختیار بھی دیا کہ چاہیں تو وہ اپنے قبیلے میں واپس چلی جائیں یا آپؐ کے نکاح میں آجائیں۔حضرت صفیہؓ نے حضورؐ کی بیوی بننا پسند کیا اور رسولِ اکرمؐ نے ان سے نکاح کر لیا۔

رحم دلی اور سخاوت حضرت صفیہؓ کی اہم خوبیاں تھیں۔جب وہ حضورؐ کے ساتھ مدینہ تشریف لائیں تو پیارے رسولؐ کی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؓ ان سے ملنے آئیں۔ان کے ساتھ شہر کی بہت سی عورتیں تھیں۔حضرت صفیہؓ نے اس وقت اپنے سونے کے جُھمکے اُتار کر حضرت فاطمہؓ کو دے دیے۔انھوں نے ساتھ آئی ہوئی عورتوں کو بھی کوئی نہ کوئی زیور تحفے میں دیا۔

حضرت صفیہؓ بہت باہمّت اور نہایت عقل مند خاتوٗن تھیں۔وہ صبر اور برداشت جیسی خوبیوں کی مالک تھیں۔دوسروں کے قصوٗر معاف کرنے میں وہ ذاتی نقصان کی کبھی پروانہیں کرتی تھیں۔ایک بار ان کی خادمہ نے حضرت عمرؓ سے ان کی شکایت کی تھی۔حضرت صفیہؓ نے جب سچّائی بیان کی تو حضرت عمرؓ ان کی باتوں سے مُطمئن ہوگئے۔اس واقعے سے حضرت صفیہؓ کو اپنی خادمہ پر غصّہ آنا چاہیے تھا لیکن انھوں نے اسے نہ صرف معاف کیا بلکہ آزاد بھی کر دیا۔

حضرت صفیہؓ کو حضرت محمدؐ سے بڑی محبت تھی۔ایک بار کسی بات پر آپؐ حضرت صفیہؓ سے ناراض ہوگئے۔حضرت صفیہؓ نے فوراً حضرت عائشہؓ کو ثالث بنا کر آپؐ سے صُلح کروالی اور پھر آخر دم تک آپؐ کو ناراض نہ ہونے دیا۔آنحضرتؐ کی بیماری کی حالت میں حضرت صفیہؓ نے نہایت دُکھ بھرے انداز میں کہا،"یارسول اللہ! کاش آپؐ کی بیماری مجھے ہو جاتی۔" حضوٗرؐ نے یہ سُن کر اپنے گھر کے افراد سے فرمایا،"واللہ! وہ سچّی ہیں۔ان کی باتوں میں دِکھاوا اور بناوٹ نہیں ہے۔"

مصیبت میں گھرے ہوئے لوگوں کی مدد کرتے وقت حضرت صفیہؓ اپنی جان اور مال کی پروانہیں کرتی تھیں۔

ایک بار حضرت عثمانؓ کے گھر کو دشمنوں نے گھیر کر ان کا کھانا پانی بند کر دیا تھا۔ حضرت صفیہؓ اپنے خچّر پر سوار ہو کر حضرت عثمانؓ کی مدد کو پہنچیں لیکن دشمنوں نے انھیں مکان میں داخل ہونے نہ دیا۔ مجبوراً وہ گھر لوٹ آئیں اور حضرت حسنؓ کے ذریعے حضرت عثمانؓ کو کھانا پانی پہنچانے کا انتظام کیا۔

حضرت صفیہؓ کھانا بہت اچھّا پکاتی تھیں۔ وہ اکثر اپنے ہاتھ سے پکایا ہوا کھانا رسولِ اکرمؐ کے رشتے داروں کے یہاں بھیجا کرتیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، ''میں نے ان سے اچھا کھانا پکانے والی دوسری عورت نہیں دیکھی۔'' حضرت صفیہؓ اپنے غیر مسلم رشتے داروں کے ساتھ بھی بہت اچھے سلوک سے پیش آتی تھیں۔

حضرت صفیہؓ نے انتقال سے پہلے اپنا مکان اللہ کی راہ میں وقف کر دیا تھا اور اپنے پاس کے ایک لاکھ درہم اپنے بھانجے کو دینے کی وصیت کی تھی۔ مسلمانوں نے حضرت عائشہؓ کے کہنے پر ان کی اس وصیت پر عمل کیا۔ حضرت صفیہؓ نے سن ۵۰ھ میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ انھیں بقیع نامی قبرستان میں دفن کیا گیا۔

****

ممتاز	–	اعلیٰ مرتبے والا
قبیلہ	–	گروہ
متاثر ہونا	–	اثر قبول کرنا
خاتون	–	عورت
ثالث	–	صلح کرانے والا
واللہ	–	اللہ کی قسم
ذاتی نقصان	–	اپنا نقصان
وقف کر دینا	–	لوگوں کی بھلائی کے لیے کوئی چیز ہمیشہ کے لیے دے دینا
درہم	–	عرب کا ایک سکّہ
وصیت	–	انتقال سے قبل دی جانے والی ہدایت
وفات پانا	–	انتقال ہونا، مرنا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ حضرت صفیہؓ کا اصلی نام کیا تھا؟
۲۔ پیارے رسولؐ کی چہیتی بیٹی کا نام کیا تھا؟
۳۔ دشمنوں نے کس کے گھر کو گھیر لیا تھا؟
۴۔ حضرت صفیہؓ نے کس کے ذریعے حضرت عثمانؓ کو کھانا پانی پہنچایا؟
۵۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت صفیہؓ کے تعلق سے کیا کہا؟
۶۔ حضرت صفیہؓ نے کب وفات پائی؟
۷۔ حضرت صفیہؓ کو کہاں دفن کیا گیا؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ حضرت صفیہؓ اور حضرت فاطمہؓ کی ملاقات کا واقعہ بیان کیجیے۔
۲۔ حضرت صفیہؓ نے اپنے مکان اور ایک لاکھ درہم کا کیا کِیا؟

سبق کی مدد سے خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے :

۱۔ حضرت صفیہؓ ہمارے پیغمبر حضرت محمدؐ کی .... تھیں۔
۲۔ شہر .... ان کا وطن تھا۔
۳۔ رسولِ اکرمؐ نے ان سے .... کرلیا۔
۴۔ حضرت صفیہؓ نے فوراً حضرت .... کو ثالث بنا کر آپؐ سے صلح کروالی۔

سبق سے ایسے پانچ جملے تلاش کر کے لکھیے جن سے حضرت صفیہؓ کی پانچ خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں۔

سرگرمی :

استاد سے معلوم کر کے حضورؐ کی بیٹیوں کے نام لکھیے۔

ء – عیسوی سنہ : وہ سنہ جو حضرت عیسیٰؑ کی یاد میں شروع ہوا۔ لفظ عیسوی کے لیے مختصر علامت 'ء' استعمال کرتے ہیں۔ جیسے سنہ ۱۷۵ء

ھ – ہجری سنہ : وہ سنہ جو حضرت محمدؐ کے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے شروع ہوا۔ لفظ ہجری کے لیے مختصر علامت 'ھ' استعمال کرتے ہیں۔ جیسے سنہ ۵۰ھ

آیئے زبان سیکھیں!

اجزائے کلام :

ہم جو بات کرتے یا لکھتے ہیں، اسے کلام کہا جاتا ہے۔ کلام میں ہم بہت سی چیزوں، کاموں اور خاصیتوں وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ جس کلام سے کوئی مکمل بات سمجھ میں آتی ہو، اسے 'جملہ' کہا جاتا ہے۔ جملے میں آنے والی چیز، کام اور ان کی خاصیت بتانے والے لفظوں کو 'اجزائے کلام' کہتے ہیں۔ ان کی چند قسمیں ہیں مثلاً اسم، ضمیر، صفت، فعل اور متعلق فعل، وغیرہ۔

اسم : کسی شخص، چیز، یا جگہ وغیرہ کے نام کو 'اسم' کہتے ہیں

مثلاً آدمی، عورت، خاتون، خادمہ، پیغمبر، وغیرہ 'شخص' ہیں۔

جھمکے، زیور، کھانا، پانی، درہم، وغیرہ 'چیز' ہیں۔

عرب، خیبر، وطن، دکان، گھر، وغیرہ 'جگہ' ہیں۔

❖ نیچے دیے گئے خانوں میں تین تین اسم لکھیے :

شخص	چیز	جگہ

۳

ماں باپ

ماں باپ اس جہاں میں سب سے بڑی ہیں دولت
سچ پوچھیے تو دونوں ، اللہ کی ہیں رحمت
ماں باپ کی محبّت ملتی ہے کب جہاں میں

ہم کو انھوں نے پالا تو ہم بڑے ہوئے ہیں
ہم کو دیا سہارا تو ہم کھڑے ہوئے ہیں
اللہ ! ایسی شفقت ملتی ہے کب جہاں میں

چلنا ہمیں سِکھایا ، کھانا ہمیں سِکھایا
جو ہم نہ جانتے تھے ، اچھا بُرا بتایا
ایسی ہمیں ہدایت ملتی ہے کب جہاں میں

جو کچھ بھی ہم نے پایا ، وہ سب انھیں سے پایا
اچھا ہمیں کِھلایا ، اچھا ہمیں پنھایا
دی جو اُنھوں نے راحت ملتی ہے کب جہاں میں

علم و ہنر ، سلیقہ ، سب کچھ ہمیں سِکھایا
مرضی پہ رب کی چلنا ، کس پیار سے بتایا
کرتے ہیں یہ جو اُلفت ملتی ہے کب جہاں میں

شفقت	-	مہربانی، محبّت
ہدایت دینا	-	صحیح راستہ بتانا، سکھانا
راحت	-	خوشی، آرام
اُلفت	-	محبّت

مشق

❁ ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ سب سے بڑی دولت کسے کہا گیا ہے؟
۲۔ ماں باپ سے ہمیں کون سی راحت ملتی ہے؟
۳۔ ہمیں کس نے پالا ہے؟
۴۔ ماں باپ نے ہمیں کس کی مرضی پر چلنا سکھایا؟

❁ ماں باپ ہمیں کیا کیا سکھاتے ہیں؟ دو تین جملوں میں جواب لکھیے۔

❁ اشعار مکمل کیجیے :

۱۔ ہم کو اُنھوں نے .... تو ہم بڑے ہوئے ہیں
۲۔ اللہ ! ایسی .... ملتی ہے کب جہاں میں
۳۔ کرتے ہیں یہ جو .... ملتی ہے کب جہاں میں

سرگرمی :

اپنے والدین کے بارے میں چند جملے لکھیے۔

۴

پُوری جو کڑھائی سے نکل بھاگی

کسی گاؤں میں ایک کسان اپنی بیوی کے ساتھ رہتا تھا۔ کسان کا نام تھا منسا اور اُس کی بیوی کا گڑیا۔ منسا کے پاس روپیہ پیسہ اچھا خاصا تھا مگر گھر میں کام کرنے والے آدمی کم تھے۔ اسے ہمیشہ دوسروں سے مزدوری پر کام لینا پڑتا تھا۔

بیساکھ کا مہینہ تھا۔ منسا کے کھیتوں میں گیہوں کی فصل خوب ہوئی تھی اور کھیت بھی کٹ چکے تھے۔ اب بالیوں سے دانے نکالنے باقی تھے۔ سب کسان اپنے اپنے کام میں لگے تھے۔ منسا نے بہتیرا چاہا کہ کوئی مزدوٗر ملے مگر نہ ملا۔ اُدھر آسمان پر دو ایک دن سے بادل آنے لگے تھے اور ڈر تھا کہ کہیں پانی پڑ گیا تو سب دانے خراب ہو جائیں گے۔

ایک دن منسا مشکل سے پانچ آدمیوں کو پُھسلا کر لایا۔ گھر میں آ کر بیوی سے کہا کہ یہ لوگ آج کام کو آئے ہیں۔ دوپہر کو انھیں پُوریاں کھلانا۔

کوئی گیارہ بجے بیوی نے چوٗلھے پر کڑھائی چڑھائی۔ کڑھائی میں تیل ڈالا۔ بیلن سے بیل بیل کر کڑھائی میں پوٗریاں ڈالنی شروع کیں۔ کچھ پوٗریاں پک گئیں تو باورچی خانے میں کسان کا بیٹا بدّھو جانے کہاں سے آ گیا۔ ناک سے برابر سُڑ سُڑ سُڑ سُڑ کرتا جاتا تھا۔ ماں نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور ناک پونچھی۔ کڑھائی میں جو پوٗری پڑی تھی، وہ اتنی دیر میں جلنے لگی۔ اُسے برا لگا کہ بدّھو کی ماں نے اس کا ذرا خیال نہ کیا۔ پوٗری جھٹ کڑھائی میں سے کوٗد کر بھاگ

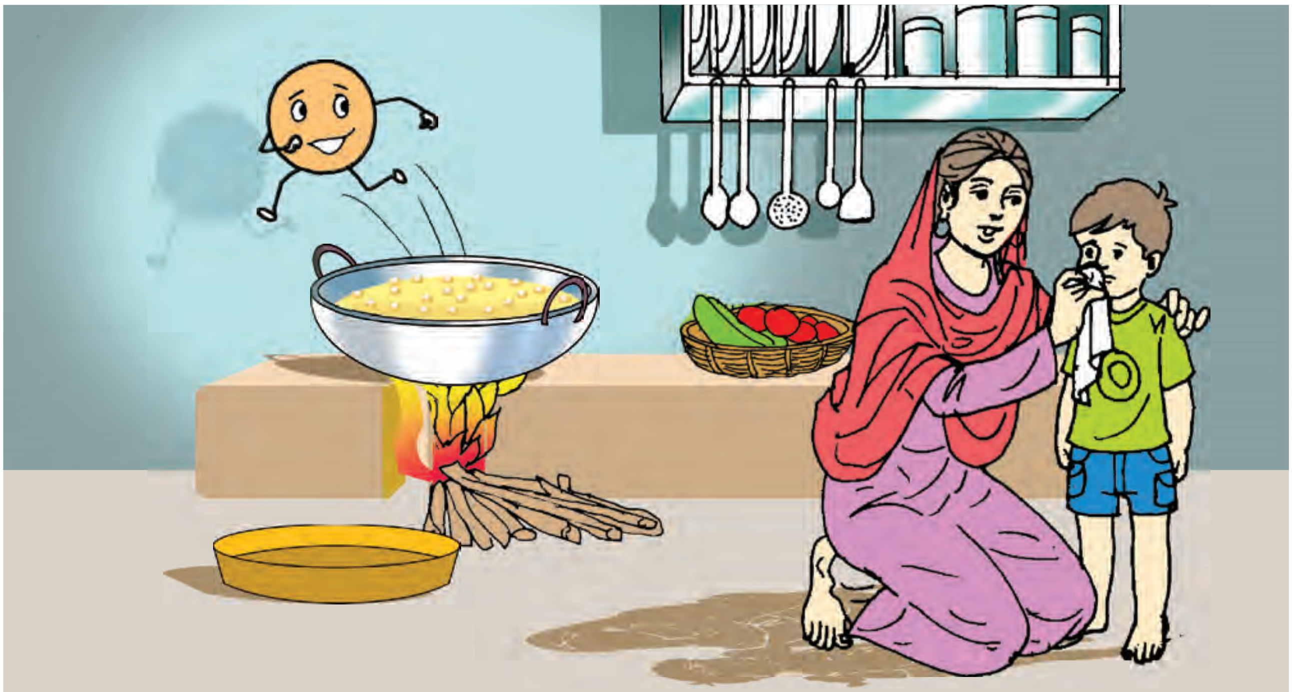

کھڑی ہوئی کہ تم بدّھو کی ناک پونچھو، میں تو جاتی ہوں۔

بدّھو کی ماں نے بہت چاہا کہ اُسے پکڑے مگر وہ کہاں ہاتھ آتی۔ گھر سے نکل کر کھیت کی طرف بھاگی۔ راستے میں منسا اور اُس کے دوستوں کے پاس سے گزری۔ اُنھوں نے جب دیکھا کہ اچھی پکی پکائی پوٗری یوں پاس سے بھاگی جارہی ہے تو کام چھوڑ کر اُس کے پیچھے ہو لیے مگر وہ ان کے ہاتھ نہ آئی۔ کھیت سے نکل کر پوٗری کو ایک خرگوش ملا۔ خرگوش نے بڑی تیزی سے اُس کا پیچھا کیا۔ بی پوٗری ایک بھٹ میں گھُس گئی۔ اندر ایک لومڑی بیٹھی تھی۔ پوٗری اُلٹے پاؤں لوٹی اور یہ کہتی ہوئی بھاگی، ”بی لومڑی! میں تمھارے بس کی نہیں۔“

لومڑی نے کہا، ”ٹھہر تو... تیری شیخی کا مزہ تجھے چکھاتی ہوں۔“ وہ پیچھے لپکی مگر پوٗری تھی بڑی چالاک۔ اُس نے جھٹ ایک کسان کے مکان کا رُخ کیا۔ کسان کے مکان کے قریب ایک بھوٗکی کتیا اور اُس کے پانچ بچّے اِدھر اُدھر پھر رہے تھے۔ اُنھوں نے بھی ارادہ کیا کہ اس پوٗری کو چٹ کر لیں۔ پوٗری نے کہا، ”اجی بی لَپ لَپ، میں تمھارے بس کی بھی نہیں۔“

کُتیا بڑی ہوشیار تھی۔ آگے منہ بڑھا کر کہنے لگی، ”بی پوٗری! کیا کہتی ہو۔ میں ذرا اونچا سنتی ہوں۔“ پوٗری قریب آئی اور کہنے لگی ”اجی بی لَپ لَپ...“ اتنا ہی کہنے پائی تھی کہ کُتیا نے منہ مارا ”ہپ“ اور آدھی پوٗری اُس کے منہ میں آگئی۔ آدھی پوٗری جو بچی تھی وہ تیزی سے بھاگی اور آگے جا کر نہ معلوم کس طرح زمین کے اندر گھُس گئی۔ کُتیا اور اُس کے بچّوں نے ساری عمر اُس آدھی پوٗری کو ڈھونڈا مگر وہ نہ ملی۔

ابھی تک سارے کتّے اسی آدھی پوٗری کی تلاش میں ہر وقت زمین سونگھتے پھِرتے ہیں کہ کہیں سے اُس کا پتا چلے تو نکالیں۔ اُس نے ہماری دادی امّاں کو دھوکا دیا تھا مگر اُس آدھی پوٗری کا کہیں پتا نہیں چلتا۔

بہتیرا	-	بہت
اچھا خاصا	-	بہت
مکان کا رُخ کیا	-	مکان کی طرف گئی
شیخی	-	گھمنڈ، غرور
بس کی نہیں	-	قابو میں نہ آنے والی

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ کسان کا نام کیا تھا؟

۲۔ کسان کی بیوی کیا پکا رہی تھی؟

۳۔ باورچی خانے میں کون آیا؟

۴۔ پوری گھر سے نکل کر کس طرف بھاگی؟

۵۔ بھٹ کے اندر کون بیٹھا تھا؟

۶۔ پوری کی تلاش میں کتّے کیا کرتے پھرتے ہیں؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ پوری کڑھائی سے کیوں نکل بھاگی؟

۲۔ پوری نے جب کسان کے مکان کا رُخ کیا تو وہاں کیا ہوا؟

سبق کی مدد سے خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے :

۱۔ کسی گاؤں میں ایک .... اپنی بیوی کے ساتھ رہتا تھا۔

۲۔ منسا کے کھیتوں میں ....کی فصل خوب ہوئی تھی۔

۳۔ کھیت سے نکل کر .... کو ایک خرگوش ملا۔

۴۔ انھوں نے بھی.................. کیا کہ اس پوری کو چٹ کر لیں۔

بتائیے ذیل کے جملے کس نے کہے :

۱۔ یہ لوگ آج کام کو آئے ہیں، دوپہر میں انھیں پوریاں کھلانا۔

۲۔ ’’بی لومڑی! میں تمھارے بس کی نہیں۔‘‘

۳۔ ’’تیری شیخی کا مزہ تجھے چکھاتی ہوں۔‘‘

۴۔ ’’بی پوٗری! کیا کہتی ہو؟ میں ذرا اونچا سنتی ہوں۔‘‘

سرگرمی :

پانچ جنگلی جانوروں کے نام لکھیے۔

آئیے زبان سیکھیں!

اسم عام/اسم خاص :

اگر کسی اسم سے خاص شخص، خاص چیز یا خاص جگہ کی پہچان نہیں ہوتی تو اسے اسمِ عام کہتے ہیں مثلاً

شاعر، ادیب

کتاب، پیسے، کپڑا، اخبار

باغ، قصبہ، گھر، اسکول، مسجد، جلسہ گاہ

اگر کسی اسم سے خاص شخص، خاص چیز یا خاص جگہ کی پہچان ہوتی ہے تو اسے اسمِ خاص کہتے ہیں مثلاً

شفیع الدّین نیّرؔ، علّامہ اقبالؔ

کوہِ نور، قرآن

تاج محل، دہلی، علی گڑھ

سبق میں ذیل کے جملے آئے ہیں۔ انھیں غور سے پڑھیے :

پوٗری اُلٹے پاؤں لوٹی اور یہ کہتی ہوئی بھاگی ’’بی لومڑی، میں تمھارے بس کی نہیں۔‘‘

لومڑی نے کہا، ’’ٹھہر تو... تیری شیخی کا مزہ تجھے چکھاتی ہوں۔‘‘

ان جملوں میں خط کشیدہ الفاظ ’اُلٹے پاؤں لوٹی / بس کی نہیں / مزہ چکھاتی ہوں‘ ہماری زبان کے محاورے ہیں۔ یہ دراصل ’اُلٹے پاؤں لوٹنا / بس کا نہ ہونا / مزہ چکھانا‘ سے بنے ہیں۔ سبق میں ’بس کی نہیں‘ کے معنی ’قابو میں نہ آنے والی‘ دیے گئے ہیں۔ زبان میں ان کے علاوہ بھی بہت سے محاورے پائے جاتے ہیں۔

❖ اپنے استاد سے دوسرے محاورے اور ان کے معنی معلوم کر کے اپنی بیاض میں لکھیے۔

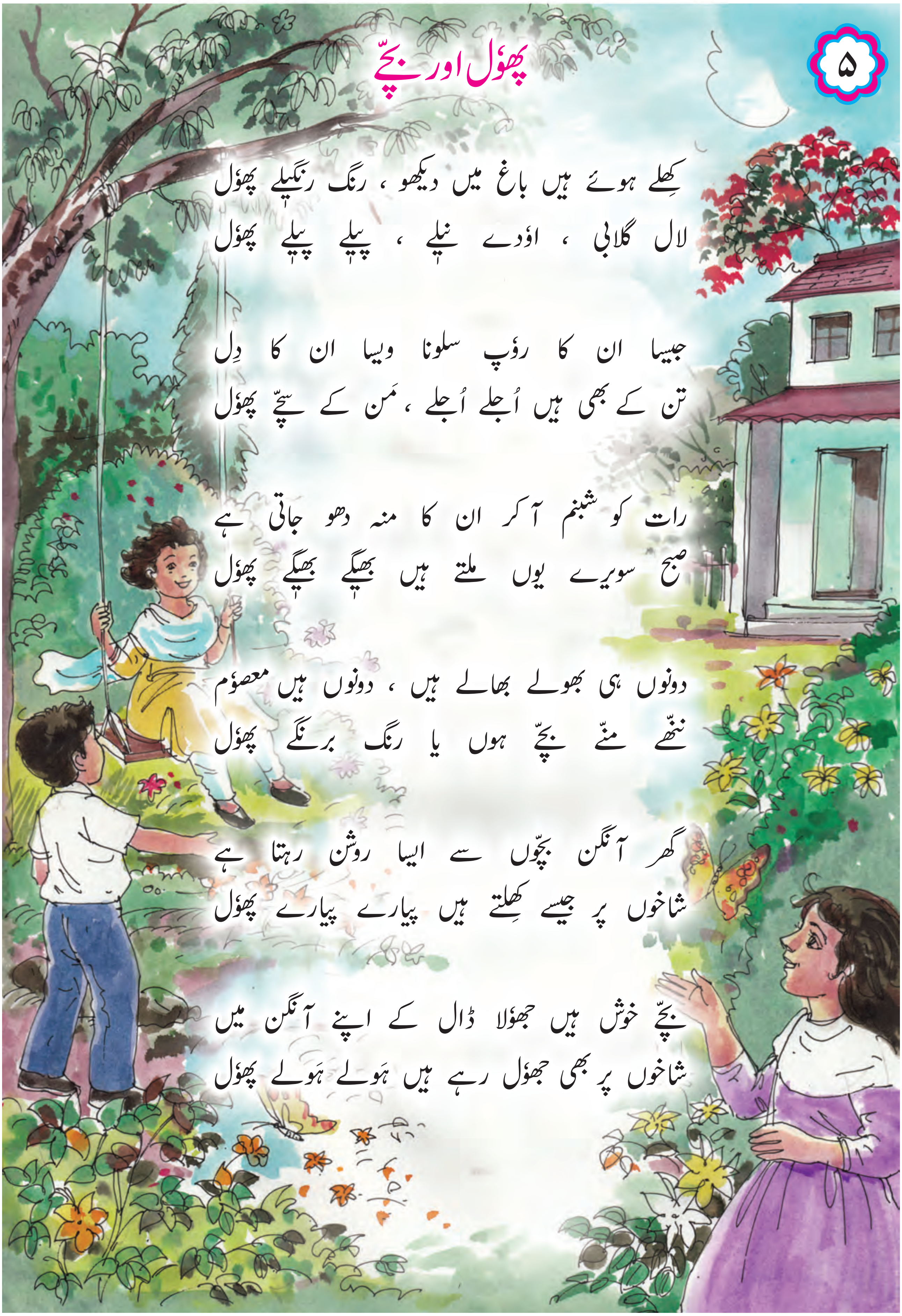

۵

پھوٗل اور بچّے

کِھلے ہوئے ہیں باغ میں دیکھو ، رنگ رنگیلے پھوٗل
لال گلابی ، اؤدے نیلے ، پیلے پیلے پھوٗل

جیسا ان کا روٗپ سلونا ویسا ان کا دِل
تن کے بھی ہیں اُجلے اُجلے ، مَن کے سچّے پھوٗل

رات کو شبنم آ کر ان کا منہ دھو جاتی ہے
صبح سویرے یوں ملتے ہیں بھیگے بھیگے پھوٗل

دونوں ہی بھولے بھالے ہیں ، دونوں ہیں معصوٗم
ننّھے منّے بچّے ہوں یا رنگ برنگے پھوٗل

گھر آنگن بچّوں سے ایسا روشن رہتا ہے
شاخوں پر جیسے کِھلتے ہیں پیارے پیارے پھوٗل

بچّے خوش ہیں جھوٗلا ڈال کے اپنے آنگن میں
شاخوں پر بھی جھوٗل رہے ہیں ہَولے ہَولے پھوٗل

روٗپ - صورت

سلونا - اچھّا، پیارا

ہولے ہولے - آہستہ آہستہ

مشق

۞ ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ باغ میں کن رنگوں کے پھوٗل کِھلے ہیں؟

۲۔ پھوٗل بھیگے بھیگے کب دِکھائی دیتے ہیں؟

۳۔ بچّے اور پھوٗل کن باتوں میں یکساں ہیں؟

۴۔ گھر آنگن کن سے روشن رہتا ہے؟

۵۔ بچّوں کو جھوٗلتا دیکھ کر شاعر کیا محسوٗس کر رہا ہے؟

۞ نظم کی مدد سے خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے :

۱۔ تن کے بھی ہیں اُجلے اُجلے .... کے سچّے پھوٗل

۲۔ دونوں ہی بھولے بھالے ہیں .... ہیں معصوم

۳۔ شاخوں پر بھی ....رہتے ہیں ہولے ہولے پھوٗل

۞ جن مصرعوں میں ایک ہی لفظ دو بار استعمال ہوا ہے وہ مصرعے لکھیے :

۱۔ ....

۲۔ ....

۳۔ ....

۴۔ ....

۵۔ ....

سرگرمی :

۱۔ اس نظم کو زبانی یاد کیجیے اور جماعت میں ایک ساتھ گایئے۔

۲۔ مختلف پھوٗلوں کی تصویریں جمع کرکے اپنی بیاض میں چسپاں کیجیے۔

٦

بہت خوب !

ایک بادشاہ تھا۔ اُس نے اپنے مُصاحب کو حکم دے رکھا تھا کہ اگر میں کسی کی بات سن کر ''بہت خوب'' کہوں تو اُسے ایک ہزار روپیوں کی تھیلی انعام میں دینا۔

ایک دفعہ بادشاہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ شکار کو جا رہا تھا۔ راستے میں اُس نے ایک بوڑھے باغبان کو دیکھا جو اپنی زمین میں پودے لگا رہا تھا۔ اُسے پودے لگاتا دیکھ کر بادشاہ نے ایک مُصاحب سے کہا، ''دیکھو تو.... یہ باغبان کتنا بوڑھا ہو گیا ہے لیکن اب بھی اُسے کمانے کی فکر ہے۔ یہ پودے برسوں میں درخت بنیں گے، تب ان پر پھل آئیں گے۔ کیا وہ اِن کے پھل کھانے تک زندہ رہے گا؟''

بادشاہ کی بات سن کر مُصاحبوں نے کہا، ''حضور بالکل ٹھیک فرماتے ہیں۔''

بادشاہ نے حکم دیا، ''اس باغبان کو ہماری خدمت میں حاضر کرو۔ اُس سے پوچھتے ہیں کہ ایسی بے کار محنت کیوں کر رہا ہے؟''

بادشاہ کے حکم سے باغبان کو اُس کے سامنے پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے اُس سے پوچھا، ''بڑے میاں ! تمھاری عمر

کیا ہے؟"

"حضور! میری عمر چوراسی سال ہے۔"

"تمھارا کیا اندازہ ہے، کتنے دن اور جیو گے؟"

"حضور! کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ موت کا وقت کوئی نہیں جانتا۔ ویسے میرا اندازہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو چار سال اور زندہ رہوں گا۔"

"اور تمھارے اِن پودوں میں پھل کتنے دنوں میں آئیں گے؟"

"اِن پودوں میں دس سال کے بعد پھل آ سکیں گے۔"

"جب تم ان پودوں کے پھل نہیں کھا سکو گے تو پھر انھیں کیوں لگا رہے ہو؟"

"حضور! اللہ کسی کی محنت بے کار نہیں کرتا۔" باغبان نے باغ کے درختوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، "دیکھیے سرکار! میرے بزرگوں نے جو پودے لگائے تھے، اُن کے پھل میں کھا رہا ہوں۔ اب جو پودے میں لگا رہا ہوں، ان کے پھل میرے بچّے کھائیں گے۔"

"بہت خوب!" بادشاہ نے بے ساختہ کہا۔

بادشاہ کی زبان سے "بہت خوب" نکلا تو اُس کے مُصاحب سمجھ گئے کہ بادشاہ کو باغبان کا جواب پسند آ گیا ہے۔ مُصاحب نے فوراً ہزار روپیوں کی تھیلی بوڑھے باغبان کی طرف بڑھا دی اور بولا، "بڑے میاں! حضور کی طرف سے یہ تمھارا انعام ہے۔"

بوڑھے باغبان نے ایک ہزار کی تھیلی لیتے ہوئے ادب سے جھک کر کہا، ''حضور! میرے لگائے ہوئے یہ پودے تو دس بارہ سال میں پھل دیں گے لیکن مجھے تو آج ہی ان کا پھل مل گیا۔''

''بہت خوب!'' بادشاہ کو باغبان کا یہ جواب بھی پسند آیا۔ مُصاحب نے اسے ایک اور تھیلی انعام میں دی۔ دوسری تھیلی پا کر باغبان نے عرض کی، ''حضور! میرے یہ پودے تو سال میں ایک بار پھل دیں گے لیکن مجھے اسی وقت دو بار ان کا پھل مل گیا۔''

''بہت خوب، بہت خوب!'' بادشاہ کو یہ جواب اتنا اچھا لگا کہ دو بار اُس نے 'بہت خوب' کہہ دیا۔ مُصاحب نے اس بار دو تھیلیاں اُسے تھما دیں۔ بوڑھے نے سر جُھکا کر وہ تھیلیاں بھی لے لیں اور بولا، ''حضور! میں نے اپنے بزرگوں سے سنا تھا کہ جس ملک کا بادشاہ رعایا پر مہربان ہوتا ہے تو اس کا پورا ملک خوش حال ہو جاتا ہے۔ میں نے یہ بات کانوں سے سنی تھی، آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔''

''بہت خوب، بہت خوب، بہت خوب!''

بادشاہ بوڑھے کے اس جواب سے اتنا خوش ہوا کہ تین بار اُس کی زبان سے 'بہت خوب' نکل پڑا۔ اس نے باغبان سے کہا، ''بڑے میاں! اب تم جو مانگو گے، تمھیں ملے گا۔''

باغبان نے عرض کیا، ''حضور! ہم باغبانوں اور کسانوں کو سب سے زیادہ پانی کی ضرورت ہے۔ اگر آپ مجھے منہ مانگا انعام دینا چاہتے ہیں تو سرکار، پانی کا معقول انتظام فرما دیں تا کہ باغبانوں اور کسانوں کو راحت ملے۔''

''تم ٹھیک کہتے ہو۔'' بادشاہ نے کہا اور پورے ملک میں نہریں جاری کرنے کا حکم دے دیا۔ کچھ ہی دنوں میں پورے ملک میں نہروں کا جال سا بچھ گیا۔ جگہ جگہ کنویں کُھدوائے گئے۔ ملک دن دونی رات چوگنی ترقّی کرنے لگا۔

مُصاحب	-	بادشاہ کے ساتھ رہنے والا
بے ساختہ	-	فوراً
باغبان	-	پھلوں کی کاشت کرنے والا
دن دونی رات چوگنی ترقّی کرنا	-	بہت ترقی کرنا

مشق

❁ **ایک جملے میں جواب لکھیے :**

۱۔ بادشاہ نے بوڑھے باغبان کو کیا کرتے ہوئے دیکھا؟
۲۔ پہلی بار انعام پا کر بوڑھے باغبان نے کیا کہا؟
۳۔ دوسری بار انعام ملنے پر بوڑھے باغبان نے کیا کہا؟
۴۔ بوڑھے نے بزرگوں سے کون سی بات سنی تھی؟
۵۔ باغبان نے یہ کیوں کہا کہ میں نے جو بات سنی تھی وہ اب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں؟
۶۔ بادشاہ نے کسانوں کے لیے پانی کا انتظام کس طرح کروایا؟

آ یئے زبان سیکھیں!

مذکّر - مؤنّث :

(الف) وہ اسم جو بات چیت اور لکھنے میں 'نر' کے طور پر استعمال ہوتے ہیں، انھیں 'مذکّر' کہتے ہیں مثلاً
مور، گھوڑا، بندر، بیٹا، باپ، آدمی، وغیرہ۔

(ب) وہ اسم جو بات چیت اور لکھنے میں 'مادہ' کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں، انھیں 'مؤنّث' کہتے ہیں مثلاً
بیوی، گھوڑی، گائے، چڑیا، شیرنی، وغیرہ۔

(ج) بے جان چیزوں میں بھی مذکّر اور مؤنّث کا فرق پایا جاتا ہے۔
بے جان مذکّر : گاؤں، گھر، گیہوں، بادل، آسمان، پانی، بھٹ، وغیرہ۔
بے جان مؤنّث : پوری، کڑھائی، گڑیا، فصل، زمین، وغیرہ۔
جو بے جان چیزیں مذکر استعمال ہوتی ہیں وہ مؤنّث میں تبدیل نہیں ہوتیں مثلاً گھر مذکر ہے۔ اس کا کوئی مؤنّث نہیں ہوتا۔ اسی طرح بعض چیزیں مؤنّث استعمال ہوتی ہیں، ان کا مذکّر نہیں ہوتا مثلاً
پوری مؤنّث ہے۔ اس کا مذکّر نہیں ہوتا۔

(د) کچھ اسم ایسے ہوتے ہیں جو مذکّر اور مؤنّث دونوں کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں مثلاً
کوّا، لومڑی، انسان، وغیرہ۔

❖ درج ذیل الفاظ میں سے مذکّر اور مؤنّث الفاظ الگ کیجیے :

کرسی، چاکلیٹ، جوتا، ندی، گھڑی، لحاف، کتاب، گدّا

۷

پانی کی حقیقت

دِکھاؤ کچھ طبیعت کی روانی
جو دانا ہو تو سمجھو کیا ہے پانی

یہ مِل کر دو ہواؤں سے بنا ہے
گِرہ کُھل جائے تو فوراً ہَوا ہے

نہیں کرتا کسی برتن سے کَھٹ پَٹ
ہر اِک سانچے میں ڈھل جاتا ہے جَھٹ پَٹ

جو ہلکا ہو ، اُسے سر پر اُٹھائے
جو بھاری ہو ، اُسے غوطہ کِھلائے

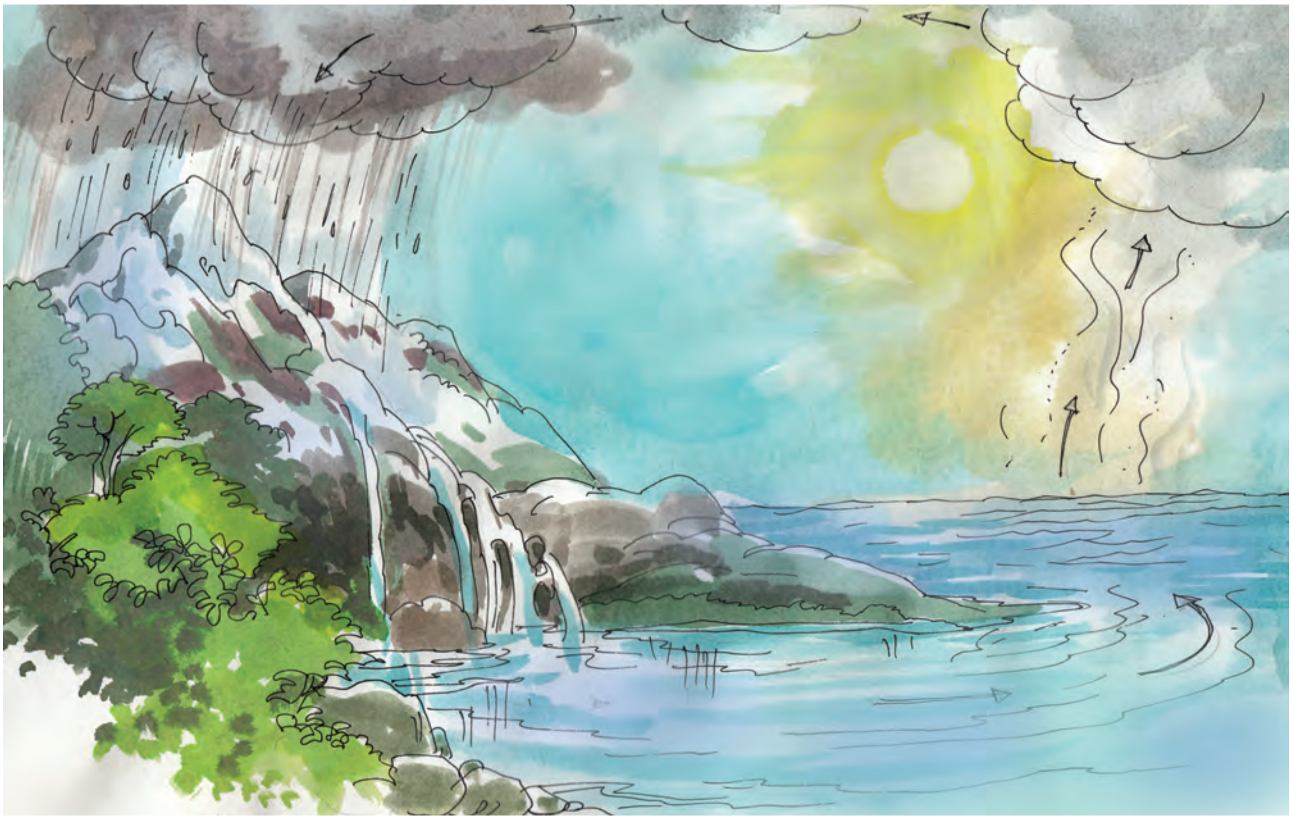

لگے گرمی تو اُڑ جائے ہوا پر
پڑے سردی تو بن جاتا ہے پتّھر

ہوا میں مِل کے غائب ہو نظر سے
کبھی اوپر سے بادَل بن کے برسے

اِسی کے دَم سے دنیا میں تری ہے
اِسی کی چاہ سے کھیتی ہَری ہے

اِسی کو پی کے جیتے ہیں سب انساں
اِسی سے تازہ دَم ہوتے ہیں حیواں

روانی دِکھانا - تیزی دِکھانا
دانا - عقل مند
دو ہواؤں سے بنا ہے - سائنس کے مطابق پانی آکسیجن اور ہائیڈروجن نامی دو گیسوں سے مل کر بنا ہے
گِرہ کھل جانا - مراد الگ ہو جانا
کھٹ پٹ کرنا - جھگڑنا
ہَوا ہونا - غائب ہونا
سانچے میں ڈھل جانا - کسی صورت میں آ جانا
غوطہ کھلانا - ڈبو دینا
دَم سے - وجہ سے
چاہ سے - چاہنے سے
تازہ دَم - چست

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

ا۔ پانی کتنی ہواؤں سے مل کر بنا ہے؟

۲۔ شاعر نے پتّھر کسے کہا ہے؟

۳۔ کھیتی کس کے دَم سے ہری ہے؟

۴۔ پانی نظر سے کب غائب ہو جاتا ہے؟

❁ قوسین میں دیے ہوئے الفاظ کی مدد سے خالی جگہوں کو پُر کیجیے : (بادل ، ہوا ، جھٹ پٹ)

۱۔ گرہ کھل جائے تو فوراً .... ہے

۲۔ ہر اِک سانچے میں ڈھل جاتا ہے ....

۳۔ کبھی اوپر سے .... بن کے برسے

❁ اس نظم سے ایک جیسی آواز والے لفظ چُن کر لکھیے :

مثال: روانی - پانی ، تَری - ہَری

❁ غور کرکے بتایئے :

اگر پانی نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟

آیئے زبان سیکھیں!

صفت :

اسم کی خصوصیت بتانے والے لفظ کو **'صفت'** کہتے ہیں مثلاً

تم مزے دار کہانیاں بھی سنتے اور پڑھتے ہو۔

یہ دعا ایک بڑے شاعر نے لکھی ہے۔

ان کی والدہ ایک پڑھے لکھے خاندان سے تھیں۔

ان جملوں میں کہانیاں، شاعر اور خاندان **'اسم'** ہیں۔ ان کی خصوصیات الفاظ "مزے دار، بڑے اور پڑھے لکھے" سے بتائی گئی ہیں۔ یہ الفاظ **'صفت'** ہیں۔

❖ صفت کی تین مثالیں تلاش کرکے لکھیے۔

۸

شفیع الدّین نیّر

تم ہر روز اسکول میں یہ دُعا پڑھتے ہو:

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنّا میری
زِندگی شمع کی صوٗرت ہو خدایا ، میری

یہ دُعا ایک بڑے شاعر نے لکھی ہے۔ ان کا نام ہے علّامہ اقبالؔ۔ علّامہ اقبالؔ نے بچّوں کے لیے دوسری نظمیں بھی لکھی ہیں۔ بچّوں کے لیے بہت سی نظمیں اور کہانیاں لکھنے والے ایک شاعر ہوئے ہیں جن کی ایک بہت پیاری نظم ’باغ کی سَیر‘ تم نے بھی پڑھی ہے:

آ ؤ ، آ ؤ باغ میں جائیں
باغ میں جائیں ، دِل بہلائیں

اس نظم کو لکھنے والے شاعر کا نام ہے شفیع الدّین نیّرؔ۔ ہم تمھیں ان کی زندگی کے حالات سناتے ہیں۔

ان کا پورا نام محمد شفیع الدین اور ان کے والد کا نام محمد حکیم الدین تھا۔ نیّرؔ ان کا تخلّص ہے۔ تخلّص اس مختصر نام کو کہتے ہیں جو شاعر خود اپنے نام کے ساتھ لکھا کرتے ہیں۔ شفیع الدّین نیّرؔ علی گڑھ کے ایک قصبے اَترَولی میں ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم انھوں نے یہیں کے ایک دینی مدرسے میں حاصل کی۔ وہ سات ہی برس کے تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہوگیا۔ ان کی والدہ ایک پڑھے لکھے خاندان سے تھیں۔ انھوں نے تعلیم حاصل کرنے کے لیے اپنے بیٹے کو ایک رشتہ دار کے ہاں علی گڑھ بھیج دیا۔ وہاں گھر کا ماحول بہت اچھا تھا۔ علی گڑھ میں رہ کر نیّرؔ صاحب میں تعلیم حاصل کرنے کی اُمنگ اور شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ کچھ دنوں بعد والدہ کی اجازت سے وہ پڑھنے کے لیے دہلی چلے گئے۔ وہ کہتے تھے کہ اس وقت میرے پاس صرف پانچ پیسے اور ایک جوڑا کپڑا تھا۔ میں دہلی میں اپنے

خرچ کے لیے کچھ محنت مزدوری کر لیتا اور کبھی کبھی اخبار بھی بیچتا تھا۔

دہلی میں رہ کر نیّر صاحب نے کتابت بھی سیکھی۔ ایک دن جامع مسجد کے امام صاحب نے ان سے پوچھا، ''کیا تم پڑھنا چاہتے ہو؟'' شفیع الدّین کے تو من کی مراد پوری ہوگئی۔ امام صاحب نے انھیں دہلی کے ایک اچھے اسکول میں داخل کروادیا۔ خوب محنت سے پڑھنے کی وجہ سے وہ اپنی جماعتوں میں پہلے درجے سے کامیاب ہوتے۔ ان کی فیس معاف ہوگئی اور انھیں اسکالرشپ بھی ملی۔ شفیع الدّین نیّر دہلی میں کئی جگہوں پر رہے۔ اپنے گزارے کے لیے وہ بچّوں کو پڑھاتے تھے۔ انھیں جو رقم ملتی، اس میں سے وہ کچھ روپے اپنی والدہ کے خرچ کے لیے بھی بھیجتے تھے۔ سخت محنت اور تکلیف کی زندگی گزارتے ہوئے انھوں نے اُردو اور فارسی کے امتحانات اوّل درجے سے کامیاب کیے۔ وہ دہلی کے ایک اسکول میں مدرّس ہوگئے۔ ۶۵ برس کی عمر تک وہ اس اسکول میں پڑھاتے رہے۔ پھر انھیں وظیفہ مل گیا۔

شفیع الدّین نیّر ایسے شاعر تھے جنھوں نے صرف بچّوں کے لیے نظمیں اور کہانیاں لکھیں۔ ان کی نظموں اور کہانیوں میں بھوت پریت اور جنوں پریوں کی باتیں نہیں ہوتیں۔ انھوں نے جو کچھ لکھا، بچّوں کی عادتوں کو سنوارنے اور انھیں نیک بنانے کے لیے لکھا۔ دس بارہ سال کی عمر کے بچّے بڑے شوق سے ان کی نظمیں اور کہانیاں پڑھتے ہیں۔ نیّر صاحب نے ایک بار کہا تھا، ''مجھے بچّوں سے بہت محبّت ہے۔ میں ان کی تعلیم اور تربیت کے لیے لکھتا ہوں۔ میری نظمیں پڑھ کر بچّے بوڑھے سبھی کہتے ہیں کہ میں بچّوں کے لیے لکھتا رہوں۔''

نیّر صاحب کے سینے میں بچّے کا سا دل تھا۔ وہ اتنے معصوم تھے کہ کبھی کبھی ان کی باتیں سن کر لوگ ہنس دیا کرتے تھے۔ وہ بچّوں کی سی باتیں کرتے اور بچّوں کی طرح ہر وقت خوش رہنا چاہتے تھے۔ اگر کوئی ان کے ساتھ اچّھا سلوک کرتا تو وہ جگہ جگہ اس کا ذکر کرتے۔ وہ وقت کے بڑے پابند تھے۔ ایک بار انھیں ایک جلسے کی صدارت کے لیے جانا تھا۔ وہ گھر سے وقت پر نکلے۔ راستے میں ایک صاحب مل گئے اور ان سے باتیں کرنے لگے۔ باتوں باتوں میں دیر ہونے لگی اس لیے نیّر صاحب وہاں سے جلسہ گاہ کی طرف دوڑتے ہوئے گئے۔ میزبان بے چینی سے ان کا انتظار کررہے تھے۔ نیّر صاحب ٹھیک وقت پر جلسے میں پہنچ گئے تو میزبانوں نے اطمینان کا سانس لیا۔

شفیع الدّین نیّر نے بچوں کے لیے ستّر سے زیادہ کتابیں لکھیں۔ ان میں نظموں کی کتابیں بھی ہیں اور کہانیوں کی بھی۔ بچّے آج بھی بڑے شوق سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کی کتابیں پڑھتے اور مزہ لیتے ہیں۔ نیّر صاحب کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان محنت اور لگن سے علم حاصل کرے تو ایک اچّھا اور کامیاب انسان بن سکتا ہے۔

بچّوں سے پیار کرنے والے اس شاعر کا انتقال ۳۰ ؍جنوری ۱۹۷۸ء کو دہلی میں ہوا۔

قصبہ	-	دیہات
کتابت	-	خوش خط لکھنا
وظیفہ	-	سرکاری نوکری ختم ہونے کے بعد ملنے والی ماہانہ رقم

مشق

❁ **ایک جملے میں جواب لکھیے :**

۱۔ والد کے انتقال کے وقت نیّر صاحب کی عمر کتنی تھی؟

۲۔ اپنے گزارے کے لیے نیّر صاحب کیا کرتے تھے؟

۳۔ اگر کوئی نیّر صاحب کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تو وہ کیا کرتے؟

۴۔ نیّر صاحب نے بچّوں کے لیے کتنی کتابیں لکھیں؟

۵۔ نیّر صاحب کی زندگی کے حالات سے کیا معلوم ہوتا ہے؟

۶۔ نیّر صاحب کا انتقال کب اور کہاں ہوا؟

❁ **مختصر جواب لکھیے :**

نیّر صاحب کی وقت کی پابندی کا واقعہ بیان کیجیے۔

❁ **سبق کی مدد سے خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے :**

۱۔ ایک بہت ہی پیاری نظم .... تم نے بھی پڑھی ہے۔

۲۔ نیّر ان کا .... تھا۔

۳۔ دہلی میں رہ کر نیّر صاحب نے .... بھی سیکھی۔

❁ **لکھیے کہ ذیل کے جملے صحیح ہیں یا غلط :**

۱۔ نظم ’لب پہ آتی ہے دعا‘ نیّر صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔

۲۔ نیّر صاحب کا پورا نام محمد شفیع الدّین تھا۔

۳۔ امام صاحب نے انھیں علی گڑھ کے ایک اچھے اسکول میں داخل کروادیا۔

۴۔ وہ دہلی کے ایک اسکول میں مدرّس ہوگئے۔

❁ **غور کرکے بتائیے :** شفیع الدّین نیّر کی کون سی خوبی آپ کو زیادہ پسند آئی؟

سرگرمی :

ایسے پانچ شاعروں کے نام لکھیے جن کی نظمیں آپ پڑھ چکے ہیں۔

۹

پھولوں کا تحفہ

شام کو اسکول سے گھر آتے ہی امجد نے بڑے لاڈ سے ماں کی گردن میں بانہیں ڈال دیں اور بولا، ''میری اچھی امّی! مجھے ایک چیز لے دیں گی؟''

''ضرور لے دیں گے مگر یہ کیا؟ .....نہ سلام نہ دعا، بس آتے ہی...؟'' اس سے پہلے کہ امّی کچھ اور کہتیں امجد نے فوراً کہا، ''اوہ، بھول ہوگئی۔ السّلامُ علیکم پیاری امّی!''

''وَعَلَیکُمُ السّلام .....اب اسکول سے آتے ہی کس چیز کی مانگ؟'' امّی نے کہا۔

''مجھے خوب سارے کھلونے چاہئیں۔ گلّو کے پاس چابی والی کار ہے۔ شانی نے بلّی کے بِلوٹے پال رکھے ہیں۔ کاشی کے پاس ایک چھوٹا سا خرگوش ہے۔ سب اپنی اپنی چیزوں سے کھیلتے ہیں۔ میرے پاس تو ایسی کوئی چیز نہیں ہے کہ میں اس کے ساتھ کھیل سکوں۔''

''ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ میں تمھیں بھی ڈھیر سارے کھلونے لا دوں گی۔''

''وعدہ؟'' امجد نے اطمینان کرنا چاہا۔

''ہاں ہاں، پکّا وعدہ۔ چلو، اب جلدی سے کپڑے بدلو اور ہاتھ منہ دھولو۔ میں تمھارے لیے ناشتہ لاتی ہوں۔''

اگلے روز امجد کو اسکول بھیجتے ہوئے امّی نے کہا، ''مجھے ایک ضروری کام سے تمھاری خالہ کے گھر جانا ہے۔ شام تک لوٹ آؤں گی۔ مجھے دیر ہو جائے تو کھانا کھا لینا اور ہاں .... دیکھو اسکول سے آکر اِدھر اُدھر بھٹکنے مت جانا......'' پھر امّی چلی گئیں۔

شام کو جب امّی لوٹیں تو ان کے ہاتھوں میں ایک گملا تھا اور گملے میں موتیے کا پودا۔ اُنھوں نے امجد کو پکارا، ''امجد! دیکھو بیٹا، میں تمھارے لیے کیا لائی ہوں؟''

امجد اپنے کمرے سے دوڑتا ہوا باہر آیا۔

''دیکھو یہ گملا۔ خالہ جان نے تمھارے لیے دیا ہے۔'' امّی نے کہا۔

گملے پر نظر پڑتے ہی امجد کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ اُسے گملے سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

''امّی! میں اس کا کیا کروں.....کیا یہ میرے ساتھ کھیلے گا....گندہ سا پودا'' امجد نے برا سا منہ بنایا۔

''بیٹے! یہ موتیا ہے۔ جب اس پر پھول کھلیں گے اور سارے گھر میں خوشبو پھیلے گی، تب دیکھنا۔'' امجد نے امّی

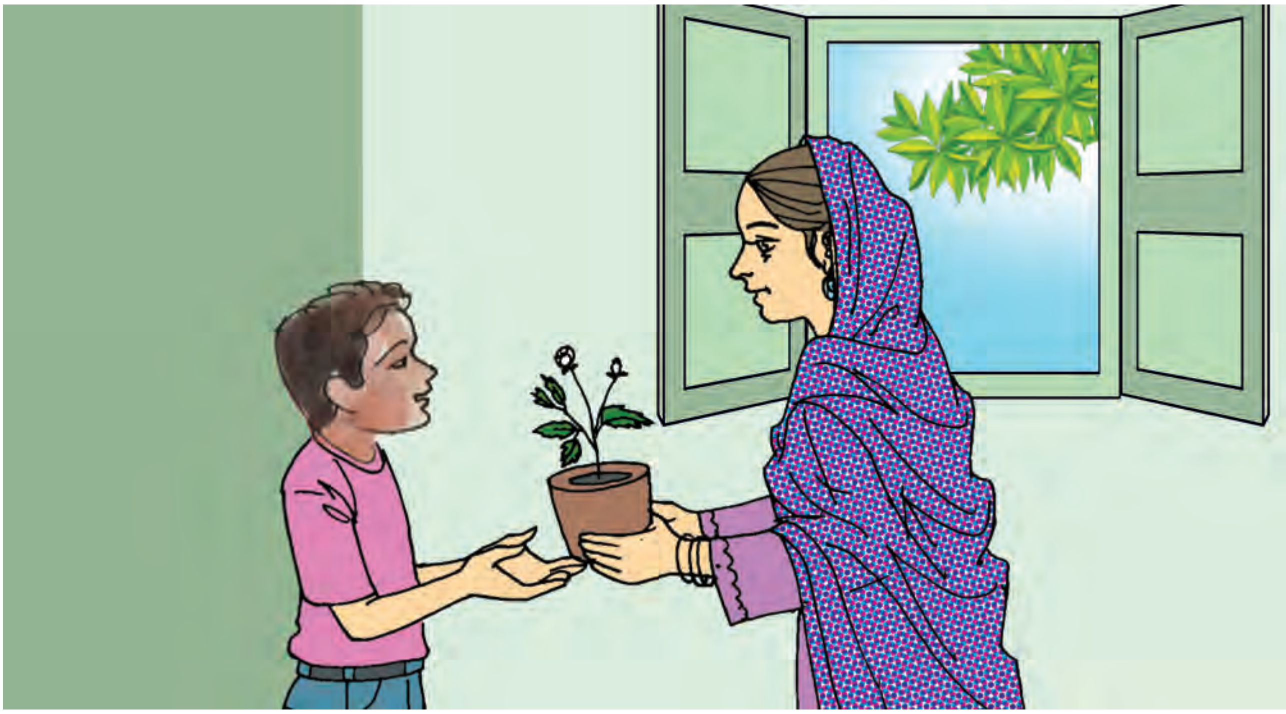

سے کوئی بحث نہ کی۔ کھانا کھا کر چُپ چاپ سونے چلا گیا۔

ایک روز جب امجد صبح سویرے مسجد سے نماز پڑھ کر گھر آیا تو اسے سارا گھر مہکتا محسوس ہوا۔ وہ حیرت سے ناک چڑھا چڑھا کر خوشبو سونگھنے لگا۔

''امّی ! یہ کیسی خوشبو ہے؟'' پھر اس کی نظر کھڑکی میں رکھے ہوئے گملے پر پڑی جس میں ایک پودا تھا اور پودے پر چار پھول کھلے ہوئے تھے۔ وہ لپک کر گملے کے قریب گیا اور آنکھیں بند کر کے گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ اُسے ایسا کرتے دیکھ کر امّی نے مسکراتے ہوئے کہا، ''دیکھا، میں نہ کہتی تھی پھول کھلیں گے تو سارا گھر خوشبو سے بھر جائے گا۔''

امجد نے آنکھیں کھولیں۔ اب اُس کی آنکھوں سے گملے اور پودے کے لیے پیار جھلک رہا تھا۔ اُس نے ہولے سے پھولوں کو چھوا، اُسے ایک عجیب سا احساس ہوا، ایک پیار بھرا احساس! امّی نے اسے ایک اور گملا لا دیا۔ اب وہ گملوں اور پودوں کی دیکھ بھال کرنے لگا۔ وہ گملوں کو صاف کرتا۔ پودوں کو پانی دیتا، اُس نے گملوں کو سبز رنگ بھی دیا تھا۔ اُس کا زیادہ وقت گھر ہی پر گزرنے لگا۔

ایک روز اسکول میں ماسٹر صاحب نے اعلان کیا کہ کل کتابوں کی بجائے ایسی چیزیں لے کر اسکول آئیں جو وہ گھر پر مشغلے کے طور پر جمع کرتے ہیں۔ چاہے وہ کھلونے ہوں، ڈاک ٹکٹ ہوں، اپنی بنائی ہوئی تصویریں ہوں یا پرندوں کے پَر ہوں۔ اعلان سن کر امجد بڑا پریشان ہوا۔ اس کے پاس تو ایسی چیزیں نہیں تھیں۔ گھر لوٹا تو وہ چُپ چُپ ہی تھا۔

امّی نے پوچھا، ''کیا بات ہے امجد؟ کسی سے لڑ کر آ رہے ہو یا ماسٹر صاحب کی ڈانٹ سن کر آ رہے ہو؟'' پہلے تو

امجد چپ ہی رہا مگر جب امّی نے بہت کُریدا تو اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔

امّی نے کہا، ''اس میں پریشانی کی کیا بات ہے! تم یہ نئے والا گملا لے جاؤ جس میں تین خوبصورت پھوٗل کِھلے ہیں۔ پرانے گملے کے پھوٗلوں سے ایک گلدستہ بنالو۔ آؤ میں تمھاری مدد کرتی ہوں۔''

امجد نے امّی کی مدد سے پھولوں اور کلیوں کا خوبصورت گلدستہ بنایا۔ درمیان میں سبز پتّے ٹانک دیے۔ اُس نے گملے کو اچھّی طرح صاف کیا۔ اسے یقین تھا کہ اس کی چیز سب سے الگ اور انوکھی ہوگی، ایسی چیز کوئی نہیں لائے گا۔ اسکول پہنچ کر اُس نے دیکھا کہ کوئی لڑکا بلّی کا بچّہ لایا ہے۔ کسی نے طوطے کا پنجرہ اُٹھا رکھا ہے۔ کسی کے پاس مٹّی کے کھلونے ہیں۔

ماسٹر صاحب جماعت میں آئے تو سب لڑکوں نے باری باری اپنی چیزیں بتائیں۔ امجد کی باری آئی تو اُس نے

وہ گملا اُٹھا کر ماسٹر صاحب کی میز پر رکھ دیا۔ پھر گلدستہ لے کر اپنے استاد سے کہا، ''جناب! یہ دیکھیے۔ اسے میں نے اپنے گملے میں کِھلنے والے پھولوں سے بنایا ہے۔''

یہ کہہ کر امجد نے بڑے احترام سے اُنھیں گلدستہ پیش کیا۔ تمام بچّوں نے تالیاں بجائیں۔ ماسٹر صاحب نے امجد کی بڑی تعریف کی۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم میں سے ہر کسی کو کم سے کم ایک پودا اُگانا چاہیے۔ ہم ایسا کریں گے تو ہمارا ماحول خوش گوار رہے گا۔

امجد نے اپنے گملے کو اسکول کے لیے تحفے کے طور پر دینے کا اعلان کیا تو بچّوں نے دوبارہ تالیاں بجائیں۔

بِلوٹے - بلّی کے بچّے

جوش ٹھنڈا پڑنا - کام میں دلچسپی ختم ہونا

آبیاری کرنا - پودوں کو پانی دینا

مشغلہ - شوق سے کیا جانے والا کام

کُریدنا - بار بار پوچھنا

ماجرا - واقعہ

خوش گوار - اچھا لگنے والا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ امجد نے امّی سے کس چیز کی مانگ کی؟

۲۔ امّی، خالہ کے گھر سے کیا لے کر آئیں؟

۳۔ امجد کا جوش کیوں ٹھنڈا پڑ گیا؟

۴۔ امجد کے گملے میں پھول کھلیں گے تو کیا ہوگا؟

۵۔ ہم میں سے ہر کسی کو پودا کیوں اُگانا چاہیے؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ امجد کے دوستوں کے پاس کون کون سی چیزیں تھیں؟

۲۔ امّی نے امجد کو کس بات کی تاکید کی؟

۳۔ ایک روز اسکول میں ماسٹر صاحب نے کیا اعلان کیا؟

۴۔ ماسٹر صاحب کو گلدستہ پیش کرتے وقت امجد نے کیا کہا؟

نیچے دیے ہوئے بیانات میں سے صحیح بیان چن کر خالی جگہ پُر کیجیے :

۱۔ امجد کو بہت سارے کھلونے چاہیے تھے تاکہ ....

(الف) وہ اُنھیں اسکول لے جا سکے۔ (ب) وہ ان کے ساتھ کھیل سکے۔

(ج) اُنھیں دکھا کر دوستوں پر رعب جما سکے۔

۲۔ ایک روز جب امجد صبح سویرے مسجد سے نماز پڑھ کر گھر آیا تو اُسے گھر مہکتا محسوس ہوا۔.................................

(الف) وہ آس پاس خوشبو ڈھونڈنے لگا۔ (ب) وہ حیرت سے ناک چڑھا چڑھا کر خوشبو سونگھنے لگا۔

(ج) وہ دوڑ کر گملے کے پاس گیا۔

۳۔ امجد کی آنکھوں سے ....

(الف) نفرت جھلک رہی تھی۔ (ب) پیار جھلک رہا تھا۔

(ج) حیرت کا اظہار ہو رہا تھا۔

ذیل کے جملے کس نے کہے ؟

ا۔ ’’مجھے خوب سارے کھلونے چاہئیں۔‘‘

۲۔ ’’دیکھو! یہ گملا خالہ جان نے تمھارے لیے دیا ہے۔‘‘

۳۔ ’’کیا بات ہے امجد؟ کسی سے لڑ کر آ رہے ہو؟‘‘

۴۔ ’’ہر کسی کو کم سے کم ایک پودا اُگانا چاہیے۔‘‘

سرگرمی :

- تمام بچّے مل کر اپنے اسکول میں مختلف پھولوں کے چند گملے لگائیں۔
- بلّی کے بچّے کو بِلوٹا کہتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے جانوروں کے بچّوں کے نام معلوم کیجیے۔

آیئے زبان سیکھیں!

ضمیر :

اسم کی جگہ استعمال ہونے والے لفظ کو ’ضمیر‘ کہتے ہیں۔

مثلاً ان جملوں کو پڑھیے :

* امجد پودوں کی دیکھ بھال کرنے لگا۔ * امجد روز دوستوں کے ساتھ کھیلنے جاتا۔

ان جملوں میں امجد کا نام دو بار آیا ہے۔ اس تکرار سے بچنے کے لیے دوسرے جملے میں امجد کی بجائے لفظ ’’وہ‘‘ استعمال کیا جائے گا۔ اب دوسرا جملہ اس طرح ہوگا :

وہ روز دوستوں کے ساتھ کھیلنے جاتا۔

اس جملے میں لفظ ’وہ‘ ضمیر ہے۔

’وہ‘ کے علاوہ میَں، ہم، تو، تم، آپ وغیرہ الفاظ بھی ضمیر کہلاتے ہیں۔

- الفاظ مَیں، ہم، تو، تم، آپ سے ایک ایک جملہ بنا کر اپنی بیاض میں لکھیے۔

ایک چھوٹی بچّی

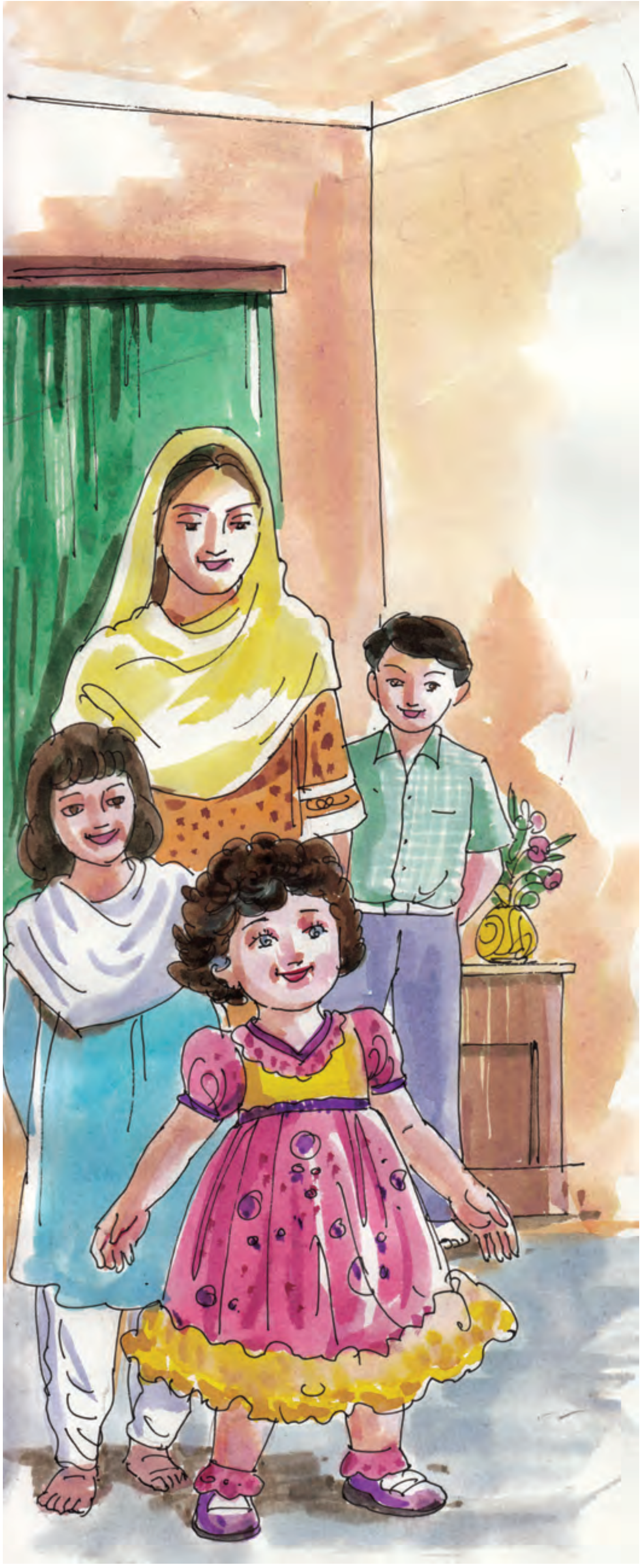

سیّدہ کیسی پیاری بچّی ہے
صوٗرت اچھّی ، سمجھ بھی اچھی ہے
ذرا دیکھو تو اس کی صوٗرت کو
سچّی چینی کی جیسی موٗرَت کو
ہے ابھی دو برس کی خیر سے جان
پر سب اچھّے بُرے کی ہے پہچان
وہ کسی بات پر مچلتی نہیں
اپنی عادت کبھی بدلتی نہیں
آرزوٗ تو بہت ہے بولنے کی
پر نہیں اُٹھتی ہے زبان ابھی
نہیں منہ سے نکلتے پورے بول
بولتی ہے سدا اَدھورے بول
نئے آتے ہیں گھر میں جب مہماں
دیکھ ان کو ہوتی ہے خنداں
عُمر اُس کی خدا دَراز کرے
عِلم سے اس کو سرفَراز کرے

مؤرَت - مؤرتی، گڑیا
نہیں اُٹھتی ہے زبان - اچھی طرح بولنا نہیں آتا
خنداں ہونا - ہنسنا، خوش ہونا
دراز - لمبا

سرفراز کرنا - عزّت بڑھانا

مشق

❁ **ایک جملے میں جواب لکھیے :**

۱۔ یہ نظم کس کے بارے میں ہے؟

۲۔ سیّدہ کی صوٗرت کیسی ہے؟

۳۔ سیّدہ کی عمر کتنی ہے؟

۴۔ سیّدہ کو کس بات کی آرزوٗ ہے؟

۵۔ مہمان آنے پر سیّدہ کیا کرتی ہے؟

۶۔ شاعر نے سیّدہ کو کیا دعا دی ہے؟

❁ **مختصر جواب لکھیے :**

سیّدہ میں کون کون سی اچھی عادتیں ہیں؟

❁ **شعر مکمل کیجیے :**

۱۔ ذرا دیکھو تو اس کی صورت کو ....

۲۔ وہ کسی بات پر مچلتی نہیں ....

۳۔ نئے آتے ہیں گھر میں جب مہماں ....

سرگرمی :

آپ کے گھر میں کوئی چھوٹا بچّہ ہو تو دیکھیے کہ وہ سیّدہ جیسی کون سی حرکتیں کرتا ہے۔

۱۱

پرندوں کی دنیا

ہمارے ملک میں چھوٹے بڑے، رنگ برنگے پرندے پائے جاتے ہیں۔کسی کی آواز سُریلی ہے، کسی کی بھونڈی۔کچھ پرندے آسمان میں بہت اونچائی تک اُڑ سکتے ہیں جیسے چیل، کبوتر، عُقاب، وغیرہ۔کچھ پرندے پانی میں مزے سے تیرتے ہیں جیسے بطخ اور مرغابی۔آ ؤ، اب ہم تمھیں بھارت کے خاص خاص پرندوں کے بارے میں بتائیں۔

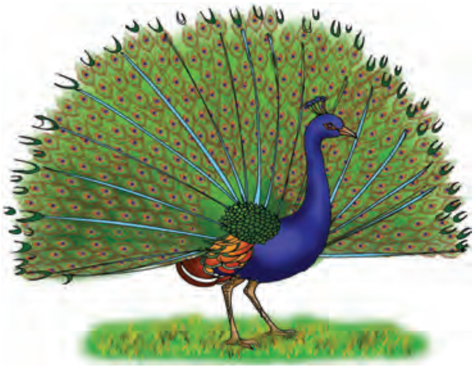

مور ہمارا قومی پرندہ ہے۔یہ عام طور پر چار فٹ لمبا ہوتا ہے۔اس کی گردن لمبی اور رنگ گہرا سبز اور چمک دار نیلا ہوتا ہے۔برسات میں جب بادل گھِر آتے ہیں تو مور اپنی لمبی دم کو پنکھے کی طرح پھیلا کر خوشی سے ناچتا ہے۔مور کے ناچ کا یہ منظر بڑا ہی دلکش ہوتا ہے۔مور بھارت کے علاوہ سری لنکا اور افریقہ میں بھی پایا جاتا ہے۔یہ سفید رنگ کا بھی ہوتا ہے۔

طوطا مینا کو لوگ شوق سے پالتے ہیں۔یہ دونوں بولنا بھی سیکھ لیتے ہیں۔رٹے ہوئے جملے یہ اتنی صفائی سے

بولتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔طوطا زیادہ تر ہرے رنگ کا ہوتا ہے۔اس کی چونچ مُڑی ہوئی اور لال ہوتی ہے۔مینا کا رنگ گہرا کتھئی اور اس کی چونچ پیلی ہوتی ہے۔کسی کسی علاقے میں کالے رنگ کی مینا بھی پائی جاتی ہے۔

طوطے کے بارے میں مشہوُر ہے کہ اسے چاہے کتنی ہی محبّت سے رکھو، ایک بار وہ پنجرے سے نکل جائے تو واپس نہیں آتا اسی لیے بے مروّت شخص کو 'طوطا چشم' کہتے ہیں۔ہماری زبان کا محاورہ 'طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لینا' بھی اسی سے بنا ہے۔

کبوتر کو امن کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔کبوتر کئی رنگ اور نسل کے ہوتے ہیں۔یہ ان پرندوں میں سے ہے جو جھنڈ بنا کر رہتے ہیں۔اس کی آواز غُٹرغوں غُٹرغوں جیسی سنائی دیتی ہے۔پرانے زمانے میں کبوتر کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ پیغام بھیجنے کا کام بھی لیا جاتا تھا۔

مرغے اور مرغیاں پالتو پرندے ہیں۔مرغا صبح سویرے بانگ دے کر ہمیں جگاتا ہے۔مرغیوں سے ہمیں انڈے ملتے ہیں۔

بگلا، سارس اور ہنس ایک ہی طرح کے پرندے ہیں۔بگلے کی ٹانگیں، چونچ اور گردن لمبی ہوتی ہے اور دُم

چھوٹی۔ بگلے ندی کے کنارے رہتے ہیں۔ یہ بڑے سیدھے سادے نظر آتے ہیں لیکن موقع ملتے ہی مچھلیوں کو ہڑپ کر جاتے ہیں۔ سارس سفید ہوتا ہے، اس کے اوپری حصّے پر کچھ لال پر ہوتے ہیں۔ اُڑنے سے پہلے سارس کو ہوائی جہاز کی طرح زمین پر دوڑنا پڑتا ہے۔ ہنس بھی ایک سفید خوبصورت پرندہ ہے جو ہمیشہ اپنی ہنسنی کے ساتھ تالاب میں تیرتا رہتا ہے۔

کوّا اور کویل دونوں کالے ہوتے ہیں۔ کوّا ذرا بڑا ہوتا ہے اور کویل چھوٹی ہوتی ہے۔ کوّا چالاکی کے لیے اور کویل اپنی میٹھی آواز کے لیے مشہور ہے۔ جب آم کے درخت پر بور آتے ہیں تب کویل کی کوٗ کوٗ سنائی دیتی ہے۔

قدرت نے پرندوں کا جسم ایسا بنایا ہے کہ وہ آسانی سے اُڑ سکتے ہیں۔ ان میں بعض پرندے ایسے ہیں جو

چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑے کھا کر ہماری فصلوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ کچھ پرندے مردار جانوروں کا گوشت کھا کر ماحول کو گندہ ہونے سے بچاتے ہیں۔ ان میں گِدھ ایک اہم پرندہ ہے۔ اس کی عمر بہت لمبی ہوتی ہے مگر اس پرندے کی تعداد اب گھٹتی جا رہی ہے۔

پرندے عام طور پر گھونسلوں میں رہتے ہیں۔ یہ اپنا گھونسلا بنانے میں بہت محنت کرتے ہیں۔ بعض پرندے تو اتنا خوبصورت گھونسلا بناتے ہیں کہ دیکھ کر تعجّب ہوتا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ کاری گری سے بنایا ہوا گھونسلا بیا کا ہوتا ہے۔ بیا ایک چھوٹا سا پرندہ ہے۔

ایک درخت پر طرح طرح کے پرندے رہتے ہیں۔ سب کے گھونسلوں کی بناوٹ الگ ہوتی ہے۔ کسی کا گھونسلا ٹوکری کی طرح تو کسی کا بوتل کی طرح ہوتا ہے۔ ایسے پرندے بھی ہیں جو اپنی لمبی چونچ سے درخت کے تنے میں سوراخ کر کے اپنا گھر بناتے ہیں۔

بچو! ذرا سوچو کہ ان خوبصورت پرندوں کے بغیر دنیا کیسی لگتی؟ ناچتا مور، کوٗکتی کویل، بولتے طوطا مینا، پانی میں تیرتی بطخیں، ہوا میں اڑتے کبوتر اور چہکتی چڑیاں دیکھ کر کتنا مزہ آتا ہے! یہ پرندے ہمارے ماحول کو خوش گوار بناتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں۔

سریلی – کانوں کو بھلی لگنے والی

عقاب – ایک شکاری پرندہ

دلکش - اچھا لگنے والا
بور آنا - آم کے درخت پر پھول لگنا
مرغابی - پانی میں رہنے والا مرغی کی قسم کا ایک پرندہ
جھنڈ - گروہ

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ مور بھارت کے علاوہ اور کہاں پایا جاتا ہے؟
۲۔ طوطے کی چونچ کس رنگ کی ہوتی ہے؟
۳۔ پرانے زمانے میں پیغام بھیجنے کا کام کس پرندے سے لیا جاتا تھا؟
۴۔ بگلے کی ٹانگیں، چونچ اور گردن کیسی ہوتی ہے؟
۵۔ پرندے کس طرح ہماری فصلوں کی حفاظت کرتے ہیں؟
۶۔ کون سا پرندہ ماحول کو گندہ ہونے سے بچاتا ہے؟
۷۔ پرندے عام طور پر کہاں رہتے ہیں؟
۸۔ کس پرندے کا گھونسلا زیادہ کاری گری سے بنایا ہوا ہوتا ہے؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ لوگ طوطا اور مینا کیوں پالتے ہیں؟
۲۔ ہمیں پرندوں کی حفاظت کیوں کرنا چاہیے؟

خالی جگہوں میں پرندوں کے رنگ لکھیے :

پرندہ		رنگ	پرندہ		رنگ
مور	-	....	طوطا	-	....
مینا	-	....	سارس	-	....
ہنس	-	....	کوّا	-	....
کوئل	-	....			

لکھیے کہ ذیل کے جملے صحیح ہیں یا غلط :

۱۔ تمام پرندوں کی آواز سریلی ہوتی ہے۔

۲۔ عقاب بہت اونچائی تک اُڑتا ہے۔
۳۔ مینا کی چونچ پیلی ہوتی ہے۔
۴۔ گدھ مردار جانوروں کا گوشت کھاتا ہے۔
۵۔ ایک درخت پر صرف ایک ہی قسم کے پرندے رہتے ہیں۔

❁ مناسب جوڑیاں لگائیے:

'الف'	'ب'
کوکتی	مور
ناچتا	کویل
تیرتی	طوطا - مینا
بولتے	بطخیں
چہکتی	کبوتر
اُڑتے	چڑیا

سرگرمی:

اپنے دوست کو بتائیے کہ آپ کو کون سا پرندہ پسند ہے۔ اپنی پسند کی وجہ بھی بتائیے۔

آیئے زبان سیکھیں!

فعل:

جن الفاظ سے کسی کام کے ہونے یا کرنے کا پتا چلے، انھیں **'فعل'** کہتے ہیں مثلاً

آج خوب بارش ہوئی۔

سورج نکلا۔

طوطا مینا کو لوگ شوق سے پالتے ہیں۔

کچھ پرندے مردہ جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں۔

ان جملوں میں ''ہوئی، نکلا، پالتے ہیں، کھاتے ہیں'' الفاظ سے کام ہونے یا کرنے کا پتا چلتا ہے۔ یہ الفاظ ''ہونا، نکلنا، پالنا، کھانا'' جیسے لفظوں سے بنے ہیں۔ ان لفظوں کو **'مصدر'** کہتے ہیں۔ مصدر سے فعل بنتے ہیں۔